امام زمانہ ؑ

کے متعلق اہم شبہات کے جوابات

مولف : فدا حسین حلیمی

سنہ : ۱۴۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

جیساکہ کہا جاتا ہے (فإنّ السؤال مفتاح لأبواب الکمالات و شفاء لأسقام الجہالات [1] سوال ترقی کی کنجی اور جہالت کی بیماریوں کے لیے شفا ہے چونکہ انسان فطری طور پر ایک ایسا موجود ہے کہ جسکی سرشت میں جستجو اور پوچھ گچھ رکھی گئی ہے اور اسی راہ سے ہی جہ وہ نادانی کے پردے انسان کے آنکھوں کے سامنے سے جا یں اور علم ومعرفت کے دروازے کر - جا یں ؛ اور کمال کی منازل طے کر جا یں ۔ دنیا میں بہت سارے علوم اور اہم نظریات ایک چھوٹے سوال سے شروع ہوے یں اور آہستہ آہستہ یہی ایک چھوٹا سا سوال رشد کرتا ہوا ایک مکمل علم اور نظریہ کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔

اور چونکہ مھدویت اور مصلح اعظم ؛ منجی عالم بشریت جو کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا میں عدل وانصاف قائم کرئے گا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور بربریت کا خاتمہ کرئے گا یہ ایک ایسا عالمی طرز فکر اور نظریہ ہے جس پر دنیا کے الھی ادیان والے اربوں افراد بھر پور عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر غیر دینی اور فلسفی مکاتب فکر بھی اس نظریہ کا قائل ہیں علاوہ بر این یہ ایک ایسا نظر یہ ہے جسکا انسان کے حال اور مستقبل کے ساتھ مکمل مرتبط ہے' اسلیے علماء اسلام نے حضرت حجت کی ولادت سے پہلے ہی اس موضوع پر اہل بیت اطہار کی فرمائشات پر مشتمل جامع تالیفات تحریر کی ہیں یوں تو تاریخ اسلام میں آپکی شخصیت کے بارے سب سے زیادہ مضامین' تالیفات ' اور تحقیقات لکھے گئیں ہیں کہ جنکی تعداد کئی ہزار تک پہونچتی ہے ۔

----

(1):- شرح الکافی-الاصول و الروضۃ (للمولی صالح المازندرانی) / ج۲ / ص : ٦

اسکے باوجود اگر چہ خاندان نبوّت کا ہر فرد مظلوم یں کسی کو زہرا جفا سے تو کسی کو نوک نیرہ سے شھید کردیا گیا لیکن امام زمانہ ان سب سے زیادہ مظلوم اور غیریب یں چونکہ آپ زندہ یں اور لوگوں کے درمیان زندگی کر یں لیکن لوگ آپ کو پہانتے نہیں ' اری دنیا آپ کی بر ت سے آباد ہے لیکن انکے اتھ غیروں جیسا لوک رکھتا ہے' ن وانس انکی فیض سے رزق کھا یں لیکن انکے مقام ومنزلت کی کوئی پروا نہیں رکہتا ۔

اس حالت ایک مؤمن کے لیے اس طرح الہ وفغان رکہ ا چاہیے : یا بن فاطمہ الکبریٰ ابی انت وامّی لک الوقاء والحمی :اے فاطمہ کبری کا فرزند مھدی آپ پر رقو ان ہو میرے ال ۔ باپ اور میری جان آپکے لیے فدا ہے :عزیزٌ علیّ ان ٔابکیک ویخذلک الوری : مجھ پر گراں ہے کہ میں آپ کیلے روؤں اور لوگ آپکو چھوڑے ریں ۔ عزیز علیّ ان یجری علیک دونھم ما جری فَ من معینٍ فاطیل معہ العویل والبکاء ھل من جزوعٍ فا اعد جزعہ اذا خلا گراں ہے مجھ پر کہ لوگوں کی طرف سے آپ پر گزرے جو گزرے کیا کوئی یاتھی ہے جسکے اتھ مل کر آپ کے لیے گریہ وزاری کروں کیا کوئی بے تاب ہے کہ تنھائی میں اسکے ہمراہ الہ وفریاد کروں ۔

خلاصہ یہ کہ ایک طرف امام مھدی عج اللہ فرحہ الشریف حتی کہ اپنے چاہنے والے دوستوں کے محفلوں میں بھی بے کس و تنہا یں؛ دن رات گزر جاتی ہے لیکن یک لمحے کے لیے انکو یاد کرنے کی زحمت نہیں رکہتا ' زندگی ختم ہوتی ہے لیکن انکی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں رکہتا جبکہ وہ دن رات ہمارے اتھ یں اور ہمیں ایک لحظے کے لیے بھی فراموش نہیں کر اور ہمیں ہر گٹھن مراحل میں اکیلا نہیں چھوڑ : انا غیر مھملین لمراعاتکم و لا ناسین لذکرکم(۱): ہم نے تمھارے بارے کبھی وکہتا ہی نہیں کی اور نہ ہی تمھیں ایک لحظے کے لیے اکیلا چھوڑے

----

(۱):- بحار الانوار (ط - بیروت) / ج۵۳ / ۱۷۵ ص : ۱۵۰

تو دوسری جانب استعماری طاقتیں اور دشمن انسانیت اپنی نام ونہاد اور انسانی اقدار سے متصادم تہذیب وثقافت کو پھیلانے اور لوگوں کی ذہنوں کو نظریہ مھدویت اور حضرت امام زمانہ ارواحنا لہ الفداء کی ارمانی عدل جھانی کو ت سے دوررکھنے کے خام خیال کے تحت شب وروز بے پیمانے پر شبہ افگنی میں مصروف ہیں ۔

تو اس گریہ کنان حالت کو مدنظر رکھتے ہوے اس چھوٹی سی کتانچے میں حتی الامکان مستدل انداز میں حضرت مھدی کے متعلق اہم ترین شبہات اور سوالات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے امید ہے مولی کے صدقے میں یہ ناچیز کاوش نسل جدید کے لیے مفید ثابت ہو جاے اور پروردگار عالم اس بندہ عاصی کو عفو درگزر فرماے ۔ آمین !

مہدویت اور امام مہدی

سوال نمبر ۱: مہدویت کیا ہے اور کہاں سے شروع ہوئی ہے ؟

جواب : مہدویت سے مراد مصلح اعظم ؛ منجی عالم بشریت ؛ سلالہ پاک ختم نبوّت (ص)؛ فرزند صدیقہ کبری ؛ قائم آل محمدؐ حضرت مہدی موعود کا آخری زمانہ میں حتمی طور پر ظہور کرنے اور تمام بشریت کو ظلم وجور سے نجات دلا کر پورے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینے پر عقیدہ رکھنا اور انکے ظہور کی انتظار میں زندگی بسر کرنا ہے۔اور یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسکے تمام اسلامی فکری اور فقہی مذاہب پابند ہیں اور قرآنی آیات اور متواتر آحادیث کی روشنی میں مہدویت پر عقیدہ رکھنے کو ضروریات اسلام میں سے سمجھا جاتا ہے اور اس عقیدے کے انکار کرنے والے کو منکر اسلام اور کافر جاننا جاتا ہے ۔

اسی طرح مھدویت پر عقیدہ اسلام اور آسمانی ادیان کے ساتھ مختص نہیں ہے ۔ بلکہ جس طرح بعض مشہور غربی مفکرین اور فلاسفر جیسے برٹرینڈراسل ؛ اینشٹائن ؛ برنارڈشو ؛ ولیام لوکاسون؛ کانت اور دیگر افراد کے کہنے کی مطابق حتی کہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی آخری زمانہ میں ایک مصلح اعظم قیام کر کے عالم بشریت کو نجات دلانے اور زمین پر عدل وانصاف پھیلا کر تمام انسانوں کے لیے ایک سعادت مند زندگی کا زمینہ فراہم کرنے پر عقیدہ رکھتے ہیں (۱)

لیکن دین مبین اسلام نے اس آفاقی اور فطری نظرے کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی اہمیت ؛ ضرورت اور حتمی طور پر تحقق پانے پر زور دیا ہے اور اس عقیدے کی تفصیلات اور جزئیات تک بتا دی ہے ۔ لہٰذا یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس عقیدے کا اصلی منشاء انسانی فطرت ہے چنانچہ تمام امتوں نے اس عقیدے کو اپنے زندگی میں تجربہ کیا ہے ۔

----

(۱):- اسد اللہ ہاشمی : ظہور مہدی از نگاہ اسلام ومذاہب وملل جھان : ص ۴۱۳ ـ ۴۱۵ ؛چھاپ اول ؛ ناشر؛ مسجد جمکران؛ ۱۳۸۰ ہ ش ۔

سوال نمبر ۲: عقیدہ مھدویت اور امام مہدی کے درمیان کیا رابطہ ہے ؟

جواب: پہلے بھی اشارہ ہوا کہ کوئی بھی اسلامی مذاہب امام مہدی کے وجود کی ضرورت کو انکار نہیں کرتے لیکن مکتب آھلبیتؑ کے ماننے والے اور دوسرے اسلامی فرقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اہل سنت برادران کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مھدی نامی شخص نسل پیغمبر اکرم (ص) اور فاطمہ زہراؑ کی اولاد میں پیدا ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی لیکن وہ شخص کون ہوگا اب تک نہیں معلوم۔ جسے عام اصطلاح میں مہدویت نوعی سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

لیکن مکتب اہل بیتؑ کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی ایک معین شخص کا نام ہے جو پیدا ہوچکے ہیں اور پیغمبر اکرم(ص) کے ارشاد کے مطابق وہ شخص فرزند حضرت حسن العسکری ابن ھادی النقی ابن تقی الجوادؑ ابن علی الرضاؑ ابن موسی الکاظمؑ ابن جعفر الصادقؑ ابن محمد الباقرؑ ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علی ابن ابی طالب فرزند فاطمہ زہراؑ بنت محمد(ص) بن عبداللہ ہے اور اب تک پردہ غیبت میں زندہ ہیں۔جسے عام اصطلاح میں مہدویت شخصی سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

لہٰذا آخری زمانہ میں امام مہدی منتظر قائم آل محمدؐ کے ظہور کا حتمی ہونا ناقابل تغیر وہ نکتہ ہے جو تمام مسلمانوں کا مشترکہ عقیدہ اور ضروریات اسلام میں شمار ہوتا ہے لیکن شیعوں اور دیگر مذاہب کے درمیان اختلاف صرف مصداق کے معین ہونے میں ہے ۔

سوال نمبر ۳: کیا اہل سنت علماء امام مہدی کے متعلق احادیث کے صحیح اور متواتر ہونے کا قائل ہیں ؟

جواب : جی ہاں ہر دور میں بڑے بڑے علماء ؛ محدثین اور حفاظ نے امام مہدی کے متعلق احادیث کی صحیح اور متواتر ہونے کا اعتراف کیا ہے ہم چند اہم شخصیات کو انکے بیانات کے ہمراہ یہاں تذکرہ کرتے ہیں ۔

۱:امام الحافظ ابوالحسن الآبری السجزی متوفی۳۶۳ ہجری اپنی کتاب مناقب شافعی میں لکھتے ہیں:قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى(ص) بخروجه وانه من اهل بيته وانه يملا الارض عدلاً [۱] امام مھدی ؑ سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرت عام کے درجہ پر پہنچ گئی ہیں کہ وہ اہل بیت رسول(ص) سے ہونے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے ۔ [۲]

۲: ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب فتح الباریمیں لکھتے ہیں :روایتیں درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ امام مہدی اس امت سے ہیں اور حضرت عیسی آسمان سے اتریں گے اور انکے پیچھے نماز پڑھیں گے [۳]

۳:شیخ ناصر الدین البانی اس بارے میں کہتا ہے : انّ عقيدة خروج المهدى ثابته متواترة عنه يجب الايمان بها[۴]

----

(۱):- ابن حجر ہیثمی: الصواعق المحرقہ :ج ۲ ؛ص ۴۸۰

(۲):- حافظ آبری کے اس قول کو ابن قیم نے؛المنار المنیف اور سفارینی نے؛ لوائح الانوار البھیہ اور مرعی بن یوسف للکرمی کی کتاب فوئد الفکر کے حوالے سے اور ابن حجر ھیثمی مکی نے؛الصواعق المحرقہ ج ۲ ص ۴۸۰ میں نقل کیا ہے ۔

(۳):- ابن حجر عسقلانی : فتح الباری ؛ ج ۷ ؛ ص ۱۶۹

(۴):- مجلہ التمدن الاسلامی ؛ شمارہ نمبر ۲۲ ؛ ص ۶۴۳ ؛ چھاپ دمشق ۔

۴ : شیخ محمد البرزنجی المدنی متوفی ۱۱۰۳ جری اپنی کتاب ؛ الاشراط الساعۃ میں لکھتے یں : محقق طور پر معلوم ہے کہ مھدی سے متعلق احادیث کہ آخری زمانہ میں انکا ظہور اور وہ آنحضرت ؐ کی نسل اور فاطمہ زہراء ؑ کی اولاد میں سے ہونے تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لہٰذا انکے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد یں ہے (۱)

امام مھدی کے ظہور پر عقیدہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو حضور (ص) سے متواتر احادیث کے ذریعے سے ثابت ہے جس پر ایمان رکھنا واجب ہے ۔

۵ : محمد نواب صدیق خان قونجی ندی اپنی کتاب ؛ الازاعۃ میں لکھتے یں : امام مھدی کے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ یں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی یں (۲) پھر اسی کتاب کے کسی اور صفحے میں لکھتے یں : اس بات میں اونیشک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں امام مھدی ظہور کریں گے کیونکہ اس بارے میں احادیث متواتر یں اور سلف سے خلف تک جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے (۳)

۶: اسی طرح مسلک دیوبند کے مستند عالم شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی نے جو کتابچہ عربی میں امام مہدی کے متعلق صحیح احادیث کی جمع آوری کی یں اس میں فرماتے یں : ان احادیث کو جمع کرنے کا ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکہ نہ کھاجائیں جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ یہ حضرات اگر چہ فن تاریخ میں معتمد ومستند یں ؛ لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے (۴)

----

(۱):-محمد البرزنجی المدنی ؛ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ؛ ص ۱۱۲ ۔

(۲):-محمد نواب صدیق خان قونجی ندی: الازاعۃ لما کان ویکون بین یدی الساعہ :ص۵۳ ۔

(۳):-محمد نواب صدیق خان قونجی ندی: الازاعۃ لما کان ویکون بین یدی الساعہ :ص۱۲۶ ۔

(۴):-سید افتخار حسین نقوی :عصر ظہور کا اردو ترجمہ ؛ ص ۲۵ ۔ ۱۳۱ ناشر؛ادارہ منہاج الصالحین ؛ چھاپ اول۲۰۰۲ ۔

۷ : وہابی مسلک کے اہم دینی مرکز ؛رابطة العالم الاسلامی ؛ نے اہ کینیا کے رہنے والے کسی اً کے جواب میں

جوبیانیہ دیا ہے وہ آپ کے اۓ پیش کر یں :و ھوآخر الخلفاء الراشدین الاثنی عشر الّذین اخبر عنهم النبیّ (ص) فی الصحاح ؛واحادیث المهدی واردة عن الکثیر من الصحابه یرفعونها الی رسول الله (ص) وقدنصّ علی انّ احادیث المهدی انها متواترة جمع من الاعلام قدیماً وحدیثاِونصّ الحفّاظ والمحدّثون علی انّ احادیث فیها الصحیح والحسن ومجموعها متواتر مقطوع بتواتره وصحته ؛وانّ الاعتقاد بخروج المهدی واجب وانه من عقائد اهل

السنه والجماعه ولا ینکرها الاّ جا هل بالسنه ؛ والمبدع فی العقیدة [1] امام مهدی ان ۱۲ لفاے راشدیں میں سے آخری

یں جنکہ بارے میں نبی اکرم(ص) نے خبر دی ہے جس طرح کتب اح میں آیا ہے ؛ اور امام مهدی سے متعل احادیث کو

۲۰ سے اوپر اکابر ابہ اور دیگر ا اب رسول نے رسول الله (ص) سے نق کیا ہے ۔اسی طرح لف اور لف کے بعض بـ ے

ے بزرگوں نے اپنی تالیفات میں ان احادیث کے متواتر ہونے کا اقرار کیا ہے ---

اسی طرح علم حدیث کے ماہرین ؛حفاظ ؛ محدثین امام مهدی سے متعل احادیث کے بارے میں فرما یں اگر چہ بعض احادیث ضعیف اور بعض دیگر حسن یں لیکن مجموعی طور پر درجہ تواتر تک پہنچی یں انکے حیح اور متواتر ہونے میں کوئی شک ہیں ہے ۔اور امام مهدی کا ظہور پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور یہ اہ سنت جماعت کی عقائدی مسأ میں شامل ہے جس کا کوئی انکار ہیں کرتا سوائے سنت رسول (ص) سے جاہ اور عقیدے میں بدعت گزار شخص کے۔

پس معلوم ہوتا ہے اہ سنت کے بڑے بڑے علماء اور محدثین نہ صرف ان احادیث کے متواتر ہونے کاقاً یں بلکہ پوری ات اسلامیہ کے اس عقیدہ پر متفق ہونے کو کہا ہے ۔

(ا):- گنجی شافی : البیان : چھاپ پنجم ؛ناشر؛موسسہ نشر اسلامی قم ۱۴۱۵ھ ق اس کتاب کے آخر میں اس فتوے کو مکمل طور پر نقل کیا گیا ہے ۔

سوال نمبر ۴: کیا مہدویت پر اسلام کے علاوہ دوسرے دینی اور مادی ادیان اور مکاتب فکر بھی عقیدہ رکھتے ہیں کیا دلیل ہے ؟

جواب : علمی تحقیقات کے مطابق یہ بات ماننا پڑتا ہے مہدویت اور آخری زمانہ میں منجی اور مصلح اعظم کے ظہور کرنے کا انتظار اور موجودہ حالت سے عالم بشریت کو نجات دلانا اسلام اور آسمانی مکاتب فکر کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ غیر آسمانی اور مادی و فلسفی مکاتب فکر بھی اس نظریۃ پر عقیدۃ رکھتے ہیں لیکن ہم انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر تے ہیں ۔

پہلا گروہ : ان مکاتب فکر کا ہے جو حقیقت میں فلسفی اور مادی توجہات کے حامل ہیں اور انھیں علمی اصطلاح میں غیر دینی اور مادی مکاتب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ راسل کہتا ہے : آخری زمانے میں منجی کا انتظار اور اسکا آخری زمانہ میں ظہور کرنا عالم بشریت کو نجات دینا یہ آسمانی ادیان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی تمام عالم بشریت کو نجات دلانے والے اور عدل وانصاف پھلانے والے کے ظہور کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے ہیں:

ا: ھندو اور مہدویت پر عقیدہ

ا : ھندوں کی مقدس کتاب اوپنیشاد :

ھندو مذہب کی مقدس کتاب اوپنیشاد میں آیا ہے : یہ ویشنو (مظہر دھم) کا مظہر عصر آہنی میں سفید گوڑے پر سوار ہو کر ننگی شمشیر ہاتھ میں لیے ظہور کریں گے اور تمام ظالموں کو ہلاک کریں گے اور خلقت پھر سے دوبارہ اپنی اصلی حالت میں پلٹا دیں گے اور وہ زمانہ دنیا کا آخری زمانہ ہو گا (ا)

(ا):- محمد دادا شکوہ :ترجمہ، اپنیشا : ج ۲ ص ۶۳۷ ۔

۲: ھندوں کی کتاب باسک :

اس کتاب میں آیا ہے : دنیا کے آخری زمانہ میں ایک عادل بادشاہ ظہور کرے گا اور وہ تمام انسانوں ؛ ملائکہ اور جنّوں سب کا آقا اور رہنما ہو گا ، اسکے ہاتھ ہوگا اور زمین ؛ دریا ؛ پہاڑ سب اپنے اپنے خزانوں کو اُگا دے گا اسے افضل اس روئے زمین پر نہ کوئی گزرا ہے اور نہ کوئی آے گا اور وہ زمین سے آسمان سے غیبی خبر دے گا [(۱)]

ان عبارات میں منجی کی جو خصوصیات۔ مثال کے طور پر۔۱: آخری زمانہ میں ظہور کرنا ۔۲:ظالموں اور اشرار سے زمین کو پاک کرنا ۔۳: ظلم وجور کی بساط جمع کرکے اس کی جگہ عدل و انصاف کو فروغ دینا ۔۴: زمین وآسمان اپنی مخفی خزانوں کو اُگل دینا ۔ ۶:غیب سے خبر دینا ۷: زمین کا آباد ہونا ۔اسی طرح اور بعض دیگر خصوصیات بھی مثلاً نا موس آخرالزمان (یعنی پیغمبر اعظم (ص)) کا بیٹا ہونا ۔ رہنما ؛ استوا (قائم) جسکے القاب میں سے ہونا ۔ پیشن (علی ابن ابی طالب ؑ)کے اولاد میں سے ہونا [(۲)]۔ وارد ہوئی ہیں یہ وہی خصوصیات اور صفات ہیں جو امام مھدیؑ کے بارے میں ہماری دینی نصوص میں آئی ہیں ۔

۲: زرادشت اور مہدویت پر عقیدہ

مکتب زرادشت کی دینی کتابوں میں مروی ہے کہ بارے میں بہت ساری گفتگو ہوئی ہے اور مختلف مقامات پر منجی عالم کے ظہور کرنے کی بشارت دی ہے یہاں تک انکے بعض کتابوں میں پیغمبر اعظم(ص) کی خاتم نبی ہونے اور انکے فرزند امام مہدی کے ہاتھوں انکے لائے ہوے دین کا پورے ادیان پر غالب آنے اور مؤمنین کے ایک گروہ کا آخری زمانہ میں رجعت کرنے کی خبر دی ہے۔

----

(۱):۔ بشارات عھدین ص ۲۴۶ اور لمعات النوار فی کیفیۃ الظہور: ج ا ص ۱۹ ۔ ۳۰.

(۲):- کرمانی : علائم الظہور ص ۱۷ ۔ ۲۰۔

جاما سب اپنی کتاب (جاماسب نامہ)میں لکھتا ہے عربی پیغمبرؐ جو کہ آخری پیغمبر ہونگے مکہ کے سنگلاخ خوشک پہاڑوں کے درمیان مبعوث ہونگے ادگی کی یہ حالت ہوگی وہ شتر سوار ہونگے جس طرح انکی قوم شترسواری کے لیے استفادہ کرتی ہے ؛ اپنے غلاموں کے ساتھ ملکر ایک دستخوان پر کھانا تناول کریں گے کبھی غلاموں کو سواری کے طور پر استفادہ نہیں کریں گے ۔ پیچھے اسی طرح دیکھ سکھیں گے جس طرح آگے کو دیکھ سکھتے ہیں انکا لایا ہوا دین پورے ادیان کی نسبت بہترین اور کامل ترین دین ہوگا اور کتاب دوسرے تمام کتابوں کو منسوخ کرگی انکی کو حکومت عجم کو نابوت کرئے گی اور دین مجوس کو ختم ؛ آتشکدوں کو خاموش اور خراب کریں گے اس پیغمبر کی بیٹی خورشید عالم اور سیدہ نساء انکا نام ہوگا جسکا فرزند اس پیغمبر کا آخری جانشین مکہ میں قیام کرے گا اور پوری دنیا پر قیامت تک حکومت کرے گا ۔۔۔اور وہ وقت دنیا کا آخری زمانہ ہو گا ۔[1]

اسی طرح بعض مادی اور الحادی افکار کے حامل افراد نے بھی اس عقیدے کا ایک عالمی نظریہ ہونےاور اسلام کے ساتھ مختص نہ ہونے کا اعتراف کیا ہے :

جیسا کہ راسل کہتا ہے : آخری زمانے میں منجی کا انتظار اور اسکا آخری زمانہ میں ظہورکرنا عالم بشریت کو نجات دینا یہ آسمانی ادیان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی تمام عالم بشریت کو نجات دلانے والے اور عدل وانصاف پھیلانے والے کے ظہور کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

دوسرا گروہ : ان مکاتب فکر کا ہے جنہیں عام اصطلاح میں آسمانی ادیان سے تعبیر کیا جاتا ہے مثال کےطور پر:

----

(۱):- لمارت الانوار : ج ۱ ؛ ص ۲۳۔۲۵ ۔

۱:عہد عتیق اور عقیدہ مہدویت

کتاب مقدس عہد عتیق (توریت) میں بہت ساری نصوص ایسے ہیں جو عقیدۂ مہدویت پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہیں اور آخری زمانہ میں مسیحا یا منجی بشریت کی آمد اور اس کائنات کو عدل و انصاف سے بھر دینے اور بشریت کو ظلم وجور سے نجات دینے کی بشارت دی ہے[۱] چناچہ تورات میں ہم مطالعہ کرتے ہیں: اشرار اور ظالمون کے وجود سے کبھی نا امید نہ ہو اس لیئے کہ ظالموں کی نسل زمین سے مٹادی جائے گا،اور عدل الہی کا انتظار کرنے والے زمین کا وارث بنین گئے جو افراد ان پر خدا نے لعنت کی ہے ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گا اور صالح افراد وہ ہونے جو زمیں کے وارث بن چکے ہونگے اور تاریخ کے اختتام تک زمین پر زندگی بسر کریں گے[۲] اسی طرح اشعیا نے ایک آرام اور تسلی بخش مسیحا کی قوم یہود کے درمیان اس کی پیشنگوئیوں میں سے ایک کی تصویر کشی کی گئی ہے وہ ایک آرزومندانہ اور عادلانہ حکومت کو پھیلا دے گا اور زمانہ میں کائنات معرفت الہی سے پر ہو جائے گی جیسے پانی دریا کو ڈھانپ لیتا ہے "[۳] اسی لیے امریکا کا مسیحی شہرت یافتہ مؤلف اپنی کتاب قاموس المقدس میں یہودیوں کی مہدویت پر عقیدے کے متعلق یوں لکھتا ہے: یھودی نسل در نسل قدیم تورات کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی پر مشقت طویل تاریخ میں ہر قسم کی ذلتوں؛ اذیتوں؛ رسوایوں اور شکنجوں کو صرف اس امید کے ساتھ تحمل کیا کہ ایک دن مسیحا منجی یہودیت آئینگے اور انہیں ذلت وخورای و رنج و مصیبت کے گرداب سے نجات دلائیں گے ، اور انھیں پورے کائنات کا حاکم بنائیں گے[۴] لیکن اس انتظار سوزان کے بعد جب جناب مسیح اس دنیا میں آئے تو انھون نے ان میں کچھ وہ صفتیں نہیں پایے جنکے مسیحا میں وجود ضروری سمجھتے تھے چنانچہ انھوں انکی مخالفت شروع کی یہاں تک انکو سولی پر چڑھایا اور قتل کیا۔

----

(۱):- اسد اللہ ہاشمی : ظہور مہدی از نگاہ اسلام ومذاہب وملل جھان : ص ۴۱۳ ـ۴۱۵ ؛چھاپ اول ؛ ناشر؛ مسجد جمکران؛ ۱۳۸۰ ہ ش ـ

(۲):- کتاب مقدس: سفر مزامیر داود، نمبر ۳۷

(۳):- اشعیا ؛ ۱۱ : ۱۰ صفنیاء ؛ ۳ ؛ ۹ ـ

(۴):- قاموس مقدس : مسٹر ہاکس ، ص۸۰۶

۲:عہد جدید اور عقیدہ مہدویت

انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ مسیح کا قول نقل ہوا ہے ''اور عنقریب جنگون اور انکی افواہون کو سنیں تو کبھی ایسا نہ ہو کہ انکی وجہ سے بے صبری کا اظہار کریں،اس لیے کہ اسکے علاوہ کو اور چارہ نہیں ہے، لیکن وہ دن وقت تاریخ کا اختتامی زمانہ نہیں ہے (۱)

اسی طرح یوحنا اپنے مکاشفہ بیان کرتے ہوے کہتا ہے : اچانک آسمان کے دروازے کھولے گئے ایک سفید گھوڑے کو دیکھا جسکے سواری کا نام امین اور صحیح تھا وہ عدل کے ساتھ قضاوت اور جنگ کرے گا اور سورج کے دروازے پر ایک فرشتے کو دیکھا جو تمام مرغابیوں کو بلا رہا تھا آجاو پروردگار عالم کے اس عظیم مہمانی میں شریک ہو تاکہ بادشاہوں ؛ ظالموں اور انکے فوجی کمانڈروں کے گوشت کھایا جائے ۔ (۲)

لیکن انجیل کے مفسریں ان آیات کے متعلق لکھتے ہیں : جس شخص کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے وہ ابھی وجود میں نہیں آیا ہے بلکہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اکثر روایات اس مسیحا کے بارے میں ذکر ہوئی ہیں وہ حضرت مسیح پر صدق نہیں آتی بلکہ امام مہدی پر صدق آتی ہے چنانچہ اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوے قاموس المقدس کا مؤلف کہتا ہے :انجیل میں منجی عالم بشریت کو فرزندانسان کے نام سے ۸۰ بار پکارا ہے ان میں سے صرف ۳۰ مورد حضرت مسیح پر صدق آتا ہے باقی ۵۰ مورد ان پر صدق نہیں آتا بلکہ یہاں ایک ایسے مصلح اور منجی جہانی کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے جو آخری زمانہ میں ظہور کریں گے۔(۳)

----

(۱):- کتاب مقدس :یوحنا ، باب ۲۴ نمبر ۶

(۲):- کتاب مقدس :یوحنا ، باب ۲۴۔ باب نمبر ۱۹ ؛۱۱ ۔

(۳):- قاموس مقدس :ص ۲۱۹ :وہ آجائے گا ،والی کتاب سے نقل کیا ہے ،ص ۳۳

سوال نمبر ۵: کیا اہل سنت علماء میں سے کوئی امام مہدی کے امام حسن العسکری ؑ کے بیٹا ہونے اور انکی ولادت کے قائل ہیں ؟

جواب : اگر چہ اہل سنت کے اکثر علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی سلالہ پاک نبی اعظم (ص) فرزند فاطمہ ؑ اور امام حسین کے نسل سے ہونے اور آخری زمانہ میں پیدا ہونے لیکن ان میں سے بعض علماء ان میں سے بعض محققین ؛ مورخین اور حفاظ بھی شامل ہیں انھوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے اور صریح الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ امام مہدی ؑ وہی شخص ہیں جو ۲۵۵ جری قمری کو امام حسن العسکری کے بیت السرا میں دنیا میں آے ہیں جسکے بارے میں شیعہ ان کے بارھویں امام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ اسلیے کہ امام مھدی کے متعلق مجموعہ احادیث جسے اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے نقل کیا سوائے اس شخص کے کسی اور پر صدق نہیں آتی ہیں انھی علماء اور مؤرخین میں سے بعض کا قول مختصر انداز میں ہم یہاں نقل کر رہے ہیں ۔

۱: ابن ابی ثلج بغدادی متوفی ۳۲۶ ہجری ۔

ابن ابی ثلج بغدادی امام عصر کے نوّاب خاصہ کے ہم عصر ابوالحسن دار القطنی کے استاد؛ امام حسن العسکری کے اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے : ۔۔۔ جب محمد بن حسن الحجہ ؑ (امام مھدی ؑ) دنیا میں آے تو امام حسن العسکری نے اپنی گفتگو کے ضمن میں فرمایا : ظالم دشمنوں نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا تاکہ اس نومولود کا خاتمہ ہو جاے لیکن انھوں نے قدردت خدا کو دیکھ لیا اور اسکا نام مؤمّل رکھا ۔۔۔ اورامام حسن العسکری ؑ کی بہن حکیمہ خاتون وہ شخص ہے جس نے حضرت حجت کی ولات کا واقعہ نقل کیا ہے[۱]

(ا):- موالید الائمہ : ص ۹ ۔ ۱۰ ۔

۲: لی ابن حسین مسعودی ؛ متوفی ۳۴۶ ہجری۔

جناب مسعودی پنی مشہور یاریخی کتاب مروج الذھب میں لکھتا ہے :ابو محمد حسنؑ بن علیؑ ۔۔۔۔۔۔بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب نے ۲۹ الہ عمر میں سنہ ۲۶۰ جری کو وفات پائی اور آپ شیعوں کا بارورہوین امام ؛ حضرت مہدی کا والد گرامی تھے [(۱)]

اسی طرح پنی زندگی کی آخری کتاب (التنبیہ والاشراف) میں لکھتا ہے :شیعوں کا باروین اما جسکے ظہور کے انتظار میں ہیں وہ محمد بن حسن العسکری ۔۔۔۔۔ ابن علی ابن ابی طالب ہیں ۔ [(۲)]

۳: احمد بن حسین بیہقی شافعی متوفی ۴۵۸ ہجری ۔

جناب بیھقی پنی کتاب(شعب الایمان)میں لکھتا ہے :لوگ امام مہدی کے ۔ بارے میں اختلاف کا شکار ہیں ؛ ایک گروہ اس ۔ بارے میں تردد کا شکار ہے اور اسکا علم خدا پر چھوڑتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مھدی پیغمبر خدا کی اکلوتی بیٹی حضرت زہرا کی نسل سے ہیں اور پروردگار عالم اپنے دین کی نصرت کے لیے اسے پیدا کرے گا اور وہ قیام کریں گے ۔

جبکہ دوسرا گروہ کا کہنا ہے مہدی موعود ۲۵۵ جری ۱۵ شعبان معظم کو جمعہ کے دن دنیا میں آے ہیں اور وہی امام حجت ؛ قائم ؛منتظر محمد بن الحسن العسکریؑ ہیں شہر سامرا میں غائب ہوے ہیں آیند ظہور کریں گے اور جھان کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح ظلم وجور سے بھر چکا ہو گا ۔۔۔ انکے طول عمر کے متعلق بھی کوئی عقلی مانع موجود نہیں ہے جس طرح حضرت عیسی اور خضر دونوں زندہ ہیں اور یہ شیعہ امامیہ اور اہل کشف والوں کا عقیدہ ہے [(۳)]

----

(۱):- مسعودی : مروج الذہب :ج ۴ ص ۱۱۲۔

(۲):- مسعودی :التنبیہ والاشراف : ص ۱۹۸ ۔ ۔ ۱۹۹ ۔

(۳):- المہدی المنتظر :ج ۱ ص ۱۸۲ اور کشف الاستار : ص ۹۸ ۔

۴: فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ ہجری ۔

علامہ فخر دازی اپنی کتاب (الفرق) میں شیعہ مختلف فرقوں کا تذکرہ کر ہوے لکھتا ہے : تیرویں قسم منتظرین کی ہے جو کہتے یں اما ت امام حسن العسکری کے بعد انکے فرزند کی ہے جو ابھی غیبت میں یں اور ایک دن ظہور کریں سے ہمارے زمانے میں شیعہ امامیہ یہ عقیدہ رکھتے یں[۱]

۵ : محی الدین عربی متوفی ۶۳۸ ہجری ۔

عالم اسلام کے مشہور عارف محی الدین عربی امام مہدی ؑ کے بارے میں لکھتا ہے : مھدی ؑ رسول اکرم (ص) کی عترت فاطمہ کے نسل سے یں انکا جد امام حسین ؑ اور والد گرامی امام حسن العسکری ؑ بن امام علی نقی ۔۔۔۔۔۔۔۔امام علی ؑ بن ابی طالب یں [۲]

۶: شیخ عبد الرحمن صوفی ۔

شیخ عبد الرحمن صوفی ؛ صوفی مسلک کے مشہور شیوخ میں یں امام مہدی کے بارے میں اپنی کتب (مرآت الاسرار) میں لکھتا ہے : وہ دین ودولت کے آفتاب وہ تمام امتوں اور کومتوں کو راہ دیکھانے والا وہ قائم مقام پاک احمدی وہ امام برحق ابوالقاسم محمد بن حسن اہلبیت عصمت کے اما ت کی بارویں کری ی ۲۵۵ جری ۱۵ شعبان جمعہ کی رات کو سرِ من ری کے مقام پر دنیا میں آے جب انکے والد مکرم امام حسن العسکری اس دنیا سے رخصت ہوے اس وقت انکی عمر ۵ ال کی تھی ۔۔۔حضرت محی الدین عربی نے (فتوحات) میں ؛مولانا عبد الرحمان جامی نے (شواہد النبوہ) میں ؛سعد الدین حموی نے اپنی کتاب میں انکے حالات ؛کمالات ؛ غیبت اور ولادت کے بارے میں مفصل بحث کی ہے[۳]

----

(۱):- فخر الدین رازی : الفرق ص ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲):- عبد الرحمن صوفی: کشف الاستار: ص ۴۹ ۔۔۔۵۰ ۔

(۳): عبد الرحمن صوفی: کشف الاستار :ص ۴۹ ۔ اورالمہدی الموعود المنتظر :ج ۱ ص ۲۰۵ ۔

۷: کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی متوفی ۶۵۰ ہجری ۔

اہل سنت کے مشہور عالم اور فقیہ اپنی کتاب (مطالب السؤول) میں امام حجتؑ کے بارے میں لکھتا ہے : ابو محمد حسن عسکری ۲۳۱ جری میں دنیا میں آے انکی سب سے بڑی منقبت اور خصوصیت جسے پروردگار عالم نے انکے ساتھ مختص کیا وہ یہ ہے کہ امام مہدی انکے نسل سے اور انکے فرزند ہیں [۱]

۸: حافظ محمد بن یوسف گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ ہجری ۔

جناب گنجی شافعی اپنی کتاب (کفایہ الطالب)میں لکھتا ہے : ابو محمد حسن العسکریؑ امراء کے مقام پر اپنے گھر کے اندر مدفون ہوے انکا ایک بیٹا تھا وہ امام منتظر ہیں ہم اپنی اس کتاب کا اختتام انکے نام پر کریں گے اور انکے متعلق بحث کریں گے [۲]

۹: شمس الدین محمد ذہبی متوفی ۷۴۸ ہجری ۔

ذہبی اپنی کتاب(دول الاسلام) میں لکھتا ہے : حسن بن علی بن ---اثنا عشریہ کے اماموں میں ایک ہیں ۲۶۰ جری میں وفات پائی اور آپ منتظر محمد بن حسن کے والد ہیں ۔[۳] اسی طرح تاریخ الاسلام میں لکھتا ہے : محمد بن حسن العسکری ابو القاسم علوی حسینی شیعوں کا آخری امام ہیں اور انکا عقیدہ ہے آپ امام مہدی اور صاحب الزمان ہیں[۴]اسی طرح دوسرے بہت سارے علماء جیسے : قاضی جواد ساباطی حنفی متوفی ۱۲۵۰ جری[۵]: شمس الدین بن طولوں دمشقی متوفی ۹۵۳ جری[۶]: شیخ عبد اللہ شبراوی شافعی متوفی ۱۱۷۲ [۷]: شبلنجی مصری [۸] : تندوزی [۹]اور بھی بہت سارے اہل سنت علماء نے امام مہدیؑ کی ولادت کا اعتراف اور فرزند امام حسن عسکری ہونے کا تصدیق کیا ہے ۔

(ا):- ابن طلحہ شافعی: مطالب السؤول فی مناقب آل رسول: ص ۳۰۹ ۳۱۱ (۲):- گنجی شافعی:کفایۃ الطالب: ص ۴۵۸ (۳):- ذہبی:تاریخ الاسلام: ج ۱۹ ص ۱۱۳ حوادثنمبر ۵۱-۶۰ جری (۴):- ذہبی:تاریخ الاسلام: ج ۱۹ ص ۱۱۳ حوادثنمبر ۵۱ ۶۰ جری ۔ (۵):- عبد الرحمن صوفی:کشف الاستار: ص ۴۹ ـ۵۰(۶) ابن طولون دمشقی:الائمہ الاثنی عشر ص ۱۱۷ (۷):- شبراوی:الاتحاف بحب الاشراف ص ۱۷۹ (۸):- شبلنجی: نور الابصار:ص ۱۸۵ چھاپ دار الفکر ۱۳۹۹ ہ ق (۹):- تندوزی:ینابیع المودۃ:ج ۳ ص ۲۰۶

سوال نمبر ٦ :کیا قرآن کریم میں مھدویت اور امام مھدی ؑ کے متعلق کوئی صریح گفتگو ہوئی ؟

جواب : قرآن کریم ہر دور اور ہر نسل کے لئے پیغمبر اکرم (ص) کا ہمیشہ ابد زندہ معجزہ ہے جس میں انسانیت؛ اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور مستقبل کے متعلق گفتگو ہوئی ہے چنانچہ امام مہدی کا نام گرامی کسی مصلحت کی بنا پر صریح الفاظ کے ساتھ قرآن کریم میں نہیں آیا ہے لیکن انکی ؛ انکے یاران کی صفات اور انکی آفاقی حکومت کی خصوصیات قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے جس کی معرفت کے بعد ایک بیدار اور آگاہ شخص حقیقی مہدی ؑ اور جھوٹے مہدویت کے دعوا کرنے والوں میں تشخیص دے سکتا ہے مزید یہ کہ علماء اسلام اور مفسرین کرام نے احادیث اور ارشادات ائمہ بیت اطہار ؑ کی روشنی میں سو{ ۱۰۰۰ } سے زیادہ قرآنی آیات کو نظریہ مہدویت اور امام مھدی ؑ کے متعلق جانتے ہیں اور مجموعی طور پر ان آیات کی تفسیر اور تاویل میں ۵۰۰۰ سو سے اوپر احادیث رسول اکرم(ص) اور ائمہ طاہرین سے نقل کی ہے تاہم یہاں چند قرآنی آیات کے ساتھ بعض روایات نقل کر تے ہیں ۔

۱ : وَ لَقَدْ كَتَبْنا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُها عِبادِيَ الصَّالِحُونَ [(۱)] اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔امام محمد باقر سے روایت ہے کہ اس آیت میں بندگاں صالح سے مراد حضرت امام مہدی اور انکے یاران ہیں [(۲)]

----

(۱):- انبیاء : ۱۰۵ ۔

(۲):- قندوزی: ینابیع المودة :ص ۴۲۵ ۔ اور طبرسی : مجمع البیان : ج ۷ ص ٦٦ ۔

۲: وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوارِثِينَ & [۱]

اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بے بس کر دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہی کو وارث بنائیں۔امیر المؤمنین فرماتے ہیں : جو لوگ زمین پر مظلوم واقع ہوئے ہیں وہ خاندان پیغمبر ہیں سختیاں جھیلنے کے بعد پروردگار عالم انکے مہدیؑ کو مبعوث کرے گا تاکہ انھیں عزت اور انکے دشمنوں کو ذلیل وخوار کیا جائے ۔[۲] اسی علامہ قندوزی کسی روایت کے ضمن نقل کرتا ہے : ابو محمد حسن العسکری اپنے بیٹے مہدی کی ولادت کے ساتویں دین اسے کہا اے میرے چھوٹے بیٹا بولنا شروع کرو اس وقت امام مہدی نے شھادتین کو زبان پر جاری کیا اور اپنے آبا واجداد پر ایک کر کے درود بھیجا پھر اسی آیت کی تلاوت کی ۔ ونرید ان نمنّ --- [۳]

۳ : هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَی وَ دِینِ الْحَقّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ وَ لَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُون [۴]* وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو ۔ عبایہ ربّی روایت کرتا ہے امیرالمؤمنین نے اس آیت کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا : خدا کی قسم مھدیؑ کے ظہور کے بعد زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں رہے گا مگر جہاں سے صبح وشام کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا بلند نہ ہو ۔ اسی طرح ابن عباس اسی آیت کی تفسیر میں کہتا ہے اس دن کوئی یہود ؛ نصاری اور دیگر ادیان کے ماننے والے باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ دین حنیف اسلام سے مشرف ہوگا ۔

----

(۱):- قصص: ۵ ۔

(۲):- طوسی: الغیبہ :ص ۱۱۳ ۔اور قندوزی : ینابیع المودۃ : ص ۴۹۶ ۔

(۳):- قندوزی : ینابیع المودۃ: ص ۳۰۲ ؛ باب نمبر ۷۹ ۔

(۴):- توبہ: ۳۳ ۔

یہاں تک بھیڑ ؛ بھیڑیا ؛شیر ؛ انسان ۔۔۔سب امن و امان کے اتھ زندگی بسر کریں ے اور یہ ہے اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور یہ اس وقت کی بات ہے جب قائم آل محمد(ص) قیام کریں ے۔ [۱] یہ آیہ مبارکہ قرآن مجید میں تین جگوں پر آئی ہے اور سورہ فتح کی آیت نمبر ۲۸ کی ذیل میں حافظ ابو عبد اللہ گنجی اور علامہ شبلنجی دونوں نے سعید بن جبیر سے نقل کر ہیں کہ انھوں نے کہا اس آیت سے مھدی موعود ؑ ؛ فرزند فاطمہ ؑ مراد ہیں [۲]

۴: وَ قُلْ جاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْباطِلُ إِنَّ الْباطِلَ كانَ زَهُوقًا* اور کہہ دیجئے: حق آگیا اور باطل گیا باطل کو تو یقینا مٹنا ہی تھا۔ امام محمد باقر فرما ہیں جب امام زمان ؑ ظہور کریں ے تو تمام باطل کومتیں جائے گی [۳] اس آیہ مبارکہ میں دو نکتے کی طرف توجہ بہت ہی ضروری ہے : ایک یہ کہ اس آیت پروردگار عالم نے تمام باطل کے جانے کا وعدہ دیا ہے جبکہ تاریخ گواہ ہے یہ وعدہ ابھی تک تحقق نہیں پایا ۔ دوسری یہ کہ امام م ری کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے جب آپ ظہور کریں ے تو تمام باطل کومتیں جائے گی اور یہ خود امام غائب کے وجودپر بہترین دلیل ہے ۔

۵: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلَوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُون *[۴] جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کر ہیں نیز جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے، اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کر ہیں۔آٹھویں جری کے مشہور سنی عالم اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتا ہے : المراد بالغیب المهدی المنتظر الذی وعد اللّه فی القرآن. وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ [النور: ۵۵]

----

(۱):- مجلسی : بحار الانوار : ج۵۱ ص ۶۱ ۔

(۲):- گنجی شافعی : البیان : باب نمبر ۲۵ اور شبلنجی : نور الابصار ص ۱۸۶۔

(۳):- کلینی: کافی : ج ۸ ص ۲۸۷ اذا قام القائم ۔

(۴):- بقرة :۳ ۔

و ورد فی الخبر «لو لم یبق من الدنیا إلا یوم واحد لطول اللّه ذلك الیوم حتی یخرج رجل من أمتی یواطیء اسمه اسمی و کنیته کنیتی یملأ الأرض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما»[۱] غیب سے مراد امام م ری منتظر -یں ج-س کے ۔ بارے میں پروردگار عالم نے سورہ نور کی ۵۵ آیت میں قطعی وعدہ۔ دیا ہے اور پیغمبر اکرم(ص) سے بھی روایت ہے اگ-ر دنی-ا کی عمر سے ایک دن بھی باقی رہ جاے تو پروردگار عالم اس دن کو اتنا طول دے گا یہاں تک میری ا ت سے ایک شخص ظہور ک-رے گا جسکا نام میرے نام جسکی کنیت میری کنیت پر ہو گی اور وہ زمیں کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکا ہو گا ۔ [۲]

اسی طرح پیغمبر اکرم(ص) فرما یں : الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ سے مراد وہ افراد یں جو امام زمانہ کے ط-ول غیب-ت کے دوران مختلف قسم کے سختیوں ا ورمصیبتوں پر بر کر یں : قَالَ(ص) طُوبَى لِلصَّابِرِينَ فِي غَيْبَتِهِ طُوبَى لِلْمُقِيمِينَ عَلَى مَحَجَّتِهِمْ أُولَئِكَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ.[۳] خوش یں وہ لوگ جو اس کی غیبت کے زمانہ م-یں بر سے کام لیں خوش یں وہ لوگ جوا کی محبت پہ ثابت قدم ریں،ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ نے اپنی کت-اب م-یں ارش-اد فرمایا ہے ،اور وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے یں....- یہ بعض قرآنی آیات اور احادیث ا بیت اطہار جس میں نظریہ م -رویت اور امام م ری کے متعلق اصولی اور کلی گفتگو ہوئی ہے ۔

----

(۱):- اس حدیث کو ؛ ابو داود نے اپنی کتاب المہ ری باب ا میں . ابن ماجہ :نے اپنی کتاب الفتن باب ۳۴ میں ؛اور امام احمد نے مسندہ؛ ا / ۹۹؛ ۳/ ۲۸ میں نقل کیا ہے ۔

(۲):- نیشابوری نظام الدین حسن بن محمد: غرائب القرآن و رغائب الفرقان: ج۱، ص: ۱۴۴ ؛ ناشر؛ دار الکتب العلمیہ؛ چھاپ: ۱۴۱۶ ق: بیروت

(۳):- مجلسی : بحار الانوار،ج۵۲ ،ص ۱۴۳

سوال نمبر ۷ : امام مہدیؑ کا پیغمبر اکرم(ص) کے وصی اور خلیفہ ہونے پر کیا دلیل ہے ؟

جواب : امام مہدی کے اس وصی پیغمبر اعظم(ص) اور اس روئے زمین پر خلیفة اللہ ہونا تقریبا مسلمات اسلام میں سے شمار ہوتا ہے اور جو شخص مہدویت اور امام مہدی پر عقیدہ رکھتے ہیں انکے امام اور پیغمبر اکرم(ص) کی عترت طاہرہ سے وصی ہونے پر عقیدہ رکھتا ہے اور اس بارے میں پیغمبر اکرم(ص) اور ائمہ معصومینؑ سے سینکڑوں احادیث فریقین کی قابل اعتماد حدیثی اور دیگر کتابوں میں نقل ہوئی ہیں ؛ ہم یہاں اختصار کی بنا پر دو تین حدیث نقل کرتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱ :

امیر المؤمنین علی اور عبد اللہ ابن مسعوددونوں سے مشہور روایت ہے جس میں آنحضرت (ص) فرماتے ہیں :لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد لطول اللّه ذلك اليوم حتى يخرج رجل من أمتي يواطىء اسمه اسمي و كنيته كنيتي يملأ الأرض قسطا و عدلا كما ملئت جورا و ظلما [۱] اگر دنیا کی عمر سے ایک دن بھی باقی رہ جائے تو پروردگار عالم اس دن کو اتنا طول دے گا یہاں تک میری امت سے ایک شخص ظہور کرے گا جسکا نام میرے نام ؛ جسکی کنیت میری کنیت پر ہوگی اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکا ہو گا ۔

حدیث نمبر ۲ :

کسی اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں ۔مہدی موعود میری عترت اور فاطمہ کے اولاد سے ہونگے [۲]

----

(۱):- ابوداود: سنن :ج ۲ ص ۲۰۷ اور ترمذی : سنن :ج ۴ ص ۵۰۵ باب نمبر ۵۲ اور حموی جوینی : فوائد السمطین :ج ۲ ص ۳۲۵ اور اسی طرح ابو داود نے اپنی کتاب المہدی، باب ۱ میں . ابن ماجہ :نے الفتن باب ۳۴ میں ؛اور امام احمد نے مسندہ؛ ۱ / ۹۹؛ ۳/ ۲۸ میں۔ اورنیشاپوری نے غرائب القرآن ج۱، ص: ۱۴۴ میں اور جناب شیخ صدوق نے کمال الدین ص ۲۸۷ میں نقل کیا ہے ۔

(۲):- ابن صبّاغ مالکی :فصول المھمہ ص ۲۹۴ ۔

عصر غیبت

سوال نمبر۸: غیبت امام عصر کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے شروع ہوئی ؟

جواب : غیبت مادہ غاب سے ہے جس کا معنی (نگاہوں سے مخفی ہونا ہے) نہ کہ حاضر نہ ہونا جیساکہ عام طور پر لفظ غیبت کے سننے سے اسی غلط معنی کا تصور ذہن میں آتا ہے لہذا امام غائب کے متعلق گفتگو اس امام حاضر کے متعلق ہوگی جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں لوگوں کی نظروں سے مخفی ہیں یعنی لوگ عام حالت میں انہیں نہیں دیکھ پاتے جبکہ آپ لوگوں کے درمیاں رہتے ہیں اور ان ہی کے درمیاں زندگی بسر کرتے ہیں ۔ چنانچہ امیر المؤمنین علی امام زمانہ کی حالت غیبت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں : صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ يَتَرَدَّدُ بَيْنَهُمْ وَ يَمْشِي فِي أَسْوَاقِهِمْ وَ يَطَأُ فُرُشَهُم .... وَ لَا يَعْرِفُونَهُ حَتَّى يَأْذَنَ اللَّهُ لَهُ أَنْ يُعَرِّفَهُمْ نَفْسَهُ [۱] قسم ہے خداوند عالم کی حجت خدا لوگوں کے درمیان ہوتی ہے راستوں میں گلیوں میں چلتی پھرتی ہیں لوگوں کے گھروں میں آتی جاتی ہے زمین پر مشرق سے مغرب کو آمد ورفت کرتی ہے لوگوں کی باتوں کو سنتی ہے اور ان پر سلام بھیجتی ہے وہ دیکھتی ہے لیکن انکو دیکھا نہیں جا سکتا ایک معین وقت تک کہ جب خدا کا وعدہ پورا نہیں ہو جاتا ۔

اسی لیے معصومین نے انکی وجود مقدس کو اس سورج سے تشبیہ دی ہے جو بادل کے پیچھے چھپے ہوے ہے یہ غیبت کا ایک معنی ہے جو بعض روایات میں آئی ہے لیکن بعض دیگر روایات میں امام زمانہ کی غیبت کا ایک اور معنی بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے درمیاں زندگی بسر کرتے ہیں اور لوگوں کو دیکھائی دیتے ہیں لیکن آپ کو پہچانتے نہیں ہیں یعنی آپ غائب نہیں ہیں بلکہ نقص لوگوں میں ہے ان میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ انھیں دیدار کریں ۔

----

(۱):- الغیبہ ج۳/ ص ۱۶۴ : کمال الدین /ج۲/ باب ۳۳/ ح ۴۶/ ص ۲۸

امام صادق فرما یں : وَ أَمَّا سُنَّةُ يُوسُفَ فَإِنَّ إِخْوَتَهُ كَانُوا يُبَايِعُونَهُ وَ يُخَاطِبُونَهُ وَ لَا يَعْرِفُونَه:اس صاحب امر میں انبیاء کی سنن پائی جاتی یں ۔۔۔حضرت یوسف کی سنت ان میں مخفی وہ ا ہے اللہ تعالی انکے اور لوگوں کے درمیان ایک حجاب قرار دے گا کہ لوگ ان کو دیکھیں ے لیکن پہ پاہیں ے نیں - اسی طرح امام زمانہ عج اللہ فرجہ الشرف کا حالت غیبت میں زندگی اگنہ ا ایک ایسا واقعہ نیں ہے جو پہلی بار صرف امام مہدی کے لیے واقع ہوا ہو بلکہ قرآن کریم اور روایات میں ایسے موارد بیان ہوے یں جہاں معجزانہ انداز میں لوگ ایک قا. دید مخلوق کو مشاہدۃ نہ کر سکتے چنانچہ سورہ یس میں ارشا ۔ باری تعالی ہوتا ہے : *وَ جَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُون[1]* اورہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے ا زا وہ کچھ دیکھ نیں پا : اسی ایت کے ذیل میں عبداللہ بن مسعود نقل کرتا ہے قریش والے انحضرت (ص) کے گھر کے دروازے پر جمع ہوے آپ گھر سے باہر تشریف لے ائیں اور انکے سروں پر خاک پھر دیے لیکن وہ لوگ اپکو نیں دیکھ پاے [2] بلکہ بہت سی روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ایک سنت الہی ہے جو متعدد انبیاء کی زندگی میں واقع ہوئی ہے اور بہت سے انبیا کی زندگی کا حصہ مخفی اور غیبت میں بسر ہوا ہے جیسے حضرت ادریس ؛ نوح ؛ صالح ؛ ابراہیم ؛ یوسف ؛ موسی؛ شعیب ؛ الیاس ؛ لیمان؛ دنیال ؛ عیسی ؛ وغیرہ [3] اور یہ چیز خداوند عالم کی مصلحت اور کمت کی بنا پر ہوتی ہے -

----

(۱):- یس ۹

(۲):- مجمع البیان ج۸ ص ۱۶ ۴

(۳):- رجوع کریں علی اصغر رضوانی : اما ت اورغیبت مترجم فروز حیدر ص ۱۸۶/ طبع ۲۰۰۸ بحار الانوار (ط - بیروت) ؛ ج۵۲ ؛

اسی وجہ سے امام مہدی کی غیبت کی روایتوں میں غیبت کو انبیاء کی سنت کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور امام مہدی کی زندگی میں انبیاء کی سنت کا جاری ہونا غیبت کی دلیلوں میں شمار کیا گیا ہے ۔ چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں : قَالَ إِنَّ لِلْقَائِمِ ع مِنَّا غَيْبَةً يَطُولُ أَمَدُهَا فَقُلْتُ لَهُ وَ لِمَ ذَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَبَى إِلَّا أَنْ يُجْرِيَ فِيهِ سُنَنَ الْأَنْبِيَاءِ ع فِي غَيْبَاتِهِمْ [1] بے شک ہمارے قائم امام مہدی غیبت اختیار کریں گے جس کی مدت طولانی ہوگی راوی کہتا ہے اے فرزند رسول (ص) اس غیبت کی وجہ کیا ہے ؟ امام نے فرمایا خداوند عالم کا ارادہ یہ ہے کہ انبیاء کی غیبت کی سنت آپ میں ظاہر ہو ۔

سوال نمبر ۹ : فلسفہ غیبت کیا ہے ؟

جواب : اس سوال کے جواب دینے سے پہلے اس حقیقت کی طرف متوجہ ہونا انتہائی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح امیر المؤمنین فرماتے ہیں:مَا أَعْظَمَ اللَّهُمَّ مَا نَرَى مِنْ خَلْقِكَ وَ مَا أَصْغَرَ عَظِيمَهُ فِي جَنْبِ مَا غَابَ عَنَّا مِنْ قُدْرَتِكَ[2]پاک و پاکیزہ ہے تو تیری وہ مخلوق کتنی عظیم ہے جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اور اس کی عظمت کتنی چھوٹی ہے تیری اس قدرت کے مقابلے میں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے ۔ لہٰذا کسی کی مجال کی بات نہیں کہ وہ اس عظیم کائنات کی کسی بھی مخلوق کی خلقت کا رازمعلوم نہ ہونے پر اسکے وجود کے بارے میں اعتراض شروع کردے یا اس کے وجود سے انکار کردے مثال کے طور پر آج کے ترقی یافتہ دور میں کروڑوں کی تعداد میں کہکشائیں کشف ہوئے ہیں تو کیا صحیح بنتا ہے کہ مزید اور کہکشانوں کا اس فضا میں موجود ہونے سے انکار کرے ؟

ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے سے قریب ترین چیزوں کی حقیقت کو جاننے سے قاصر ہے کیونکہ اس کی روح سے زیادہ کوئی اور چیزاسکے نفسانی غرائض اس کی فطری امور جیسے شوق؛ذوق ؛ لذت ؛ محبت ۔۔۔ان تمام فطری امور کی حقیقت ہمارے لئے مجہول ہیں لیکن ہم کبھی بھی ان چیزوں کو انکار نہیں کرتے ہیں ۔

----

(۱):- بحار /ج۵۲ /ص ۹۰

(۲):- عیون الحکم و المواعظ (لليثي) / ۴۸۳ / الفصل الثالث \ ص : ۴۷۵

اس تمہیدی گفتگو کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک طرف غیبت امام عصر اسلامی نقطہ نگاہ سے مسلمات اسلام میں سے شمار ہوتا ہے اور اہل بیت اطہار نے وقتا فوقتا ہر دور میں اس خدائی حتمی فیصلے کی خبر دے چکے ہیں ،تو دوسری طرف جب ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کائنات کے چھوٹے سے چھوٹا ذرات سے لے کر بڑے سے بڑا کام حکمت اور مصلحت کے بغیر انجام نہیں پاتا چاہے ہم ان مصلحتوں کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں نیز کائنات کا ہر چھوٹے سے چھوٹا واقعہ خداوند عالم کی تدبیر اور اسی کی ارادہ سے انجام پاتا ہے جن میں سے اہم ترین واقعہ امام مھدی کی غیبت کا واقعہ ہے لھذا آپکی غیبت کا مسئلہ بھی حکمت اور مصلحت کے مطابق واقع ہوئی ہے اگر چہ ہم اسکے فلسفہ اور راز سے آشنا نہ بھی ہو اور اگر ہم اس حادثہ کی حکمت اور راز سے آشنا نہ ہونے پایے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس حتمی واقعے کے جو کہ قطعا واقع ہوا ہے متعلق شک وتردید کا شکار ہو جائیں یا سرے سے ہی انکار کرنے لگے جبکہ اہل بیت اطہار نے متعدد روایات میں انکی غیبت کے متعلق شک کرنے والوں کی تردید کر کے ہوے سخت مذمت کر چکے ہیں ۔چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں : شک صاحت العصر کے لیے ایک ایسی غیبت ہے جس میں ہر اہل باطل شک وتردید کا شکار ہو جائے گا غیبت کی وجہ ایک ایسا امر ہے جس کو تمھارے لئے بیاں کرنے کی اجازت نہیں ،غیبت اسرار الھی میں سے ایک راز ہے لیکن چونکہ ہم جانتے ہیں کہ خداوند عالم صاحب حکمت ہے اور وہ یہ قبول کرتے ہیں کہ اسکے کاموں میں حکمت ہوتی ہے اگر چہ ہمیں ان کاموں کی وجوہات کا علم نہ بھی ہو [1] تاہم اہل بیت اطہار ہماری اطمینان قلبی کے خاطر امام مھدی کی غیبت کے کچھ اسرار اور حکمت بیاں کیے ہیں ان میں سے بعض ہم یہاں مختصرا ذکر کرتے ہیں :

----

(۱):- کمال الدین /ج۱/ص۴۰۲/باب۴۴ مذید معلومات کے لیے مراجعہ کریں منتخب الاثر /صافی گلپائی گانی باب/۲۸ /فصل ۲

الف :عوام کی تادیب وتعبیہ

جب ایک امت اپنے نبی اور امام کہ جسکا وجود اقدس بقاء اور ہدایت کے لیے ضروری ہے اسکی قدر نہ کرے اور اسکے حقوق اور فرائض انجام نہ دے بلکہ اسکے احکام کی نافرمانی کرے اور انھیں ختم کرنے کی درپے ہو جاے اور ہدایت تکوینی اور فطری کا راستہ اپنے اپر بند کردے تو پھر سنت الھی یہ ہے کہ پروردگار عالم انکے اوپر ہدایت تشریعی کا راستہ بھی بند کردیتا ہے اور انکے درمیان سے ھادی برحق ولی عصر کو اٹھا لیتاہے تاکہ امت اس حقیقی رہبر کی قدرو قیمت کو درک کریں اور اسکی برکات کو سمجھ سکیں ۔جسکی مثال ہم قرآن مجید اور روایات معصومین میں دیکھ سکتے ہیں : چنانچہ اما محمد باقر علیہ السلام اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوے فرماتے ہیں :جب پروردگار عالم کسی قوم میں ہمارے وجود اور ہماری ہم نشینی سے خوش نہ ہو تو پھر ہمیں ان سے اٹھا لیتا ہے إِنَّ اللَّهَ إِذَا كَرِهَ لَنَا جِوَارَ قَوْمٍ نَزَعَنَا مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِم(۱)

ب: لوگوں کا امتحان

اس کائنات پر محیط سنن الھی میں سے ایک ناقابل تغیر سنت پروردگار عالم کا لوگوں سے امتحان لینا ہے یہ ایک ایسا راستہ ہے جس سے حتمی طور پر سب کو گزرنا ہے ۔خداوندمتعال اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے تاکہ راہ حق میں ان کی ثابت قدمی روشن اور معلوم ہو جاے اور انکی شخصیت ؛ بہترین ایمان استقامت اور فرمان الھی کے سامنے درجہ تسلیم کو پروان چڑھاے ۔اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مھدی کی غیبت سب سے اہم امتحان الھی ہے جیسا کہ جناب جابر انصاری پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں اپ (ص) نے فرمایا :

----

(۱):- ابن بابویہ، ، علل الشرائع ؛ ج۱ ؛ ص۲۴۴ - قم، چاپ: اول، ۱۳۸۵ش / ۱۹۶۶م

ذلک الذی یغیب عن شیعته واولیاء ھ وہ اپنے پیروکاروں اور چاہنے والوں کی نظروں سے غائب ہو جائے گا اور اس شخص کے علاوہ ا کی اما ت کا کوئی قا نہ رہ جاے جسکے دل کا خدا وند عالم نے ایمان کے لیے امتحان لے رکھا ہے ۔کسی اور رایت میں ابن عباس آنحضرت(ص) سے یوں نقل کرتا ہے آپ نے فرمایا :....... وَ الَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ بَشِیراً إِنَّ الثَّابِتِینَ عَلَی الْقَوْلِ بِهِ فِی زَمَانِ غَیْبَتِهِ لَأَعَزُّ مِنَ الْکِبْرِیتِ الْأَحْمَرِ فَقَامَ إِلَیْهِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللَّهِ وَ لِلْقَائِمِ مِنْ وُلْدِكَ غَیْبَةٌ قَالَ إِی وَ رَبِّی وَ لِیُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِینَ آمَنُوا وَ یَمْحَقَ الْکافِرِینَ یَا جَابِرُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ أَمْرٌ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَ سِرٌّ مِنْ سِرِّ اللَّهِ مَطْوِیٌّ عَنْ عِبَادِ اللَّهِ فَإِیَّاكَ وَ الشَّكَّ فِیهِ فَإِنَّ الشَّكَّ فِی أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ کُفْرٌ.(۱) ان کی غیبت کے زمانے میں ان کی اما ت کے عقیدے پہ ثابت قدم رہنے والے سرخ سونے سے بھی زیادہ نایاب ہونے یہ سن کر جناب جابر کھڑے ہو ے اور عرض کیا یا رسول للہ (ص) آپ کی اولاد میں سے قائم کے لیے غیبت ہے؟ فرمایا (ص) ہاں میرے پروردگار کی قسم ایسی غیبت جو ایماں کو خالص کردے اور کفار کو محو کر دے اے جابر ! یہ خدا کے امور میں سے ایک امر اور خدا کے رازوں میں سے ایک ایسا راز ہے جو بندوں کے اوپر پوشیدہ ہے ا زا اسمیں شک کرنے سے آرے ر نا کیونکہ خداوند عالم کے کاموں میں شک کرنا یقیناً کفر ہے اسی طرح امام موسی کاظم سے بھی روایت ہے آپ نے فرمایا : جب میرا پانچواں فرزند غائب ہو گا تو تم لوگ اپنے دین کی حفاظت کرنا تاکہ کوئی تمہیں دین سے خارج نہ کر پاے کیونکہ اس امر کے صاحب یعنی امام مھدی کے لیے غیبت ہو گی جس میں اسکے بعض ماننے والے اپنے غقیدے سے بھر جائیں ے اور یہ غیبت ایک امتحان ہے جس کے ذریعے خدا اپنے بندوں کا امتحان لے گا (۲) اس حقیقت کوبیان کر ہوے متعدد روایات معصومین سے وارد ہوے ہیں واضح رہے امتحان کی شدت کے بارے میں بہت اری حدیثیں اھل بیت اطہار سے بہت سی احدیث نقل ہوئے ہیں(۳)

----

(۱):- کمال الدین و تمام النعمۃ / ج۱ / ۲۸۸ / ۲۵ باب ص : ۲۸۶

(۲):- غیبۃ طوسی /فصل ۵ /ح ۲۸۴ : ص ۲۳۴

(۳):- ملاحظہ کریں صافی کی کتاب /نوید امن وامان /ص۱۴۰

ج : امام کی جان کی حفاظت :

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر انبیاء کرام کے انکی جان کی حفاظت اور دشمنوں کے خوف سے انکو انکی قوم سے مخفی رکھنے کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے تاکہ ایک مناسب موقع پر اپنی رسالت اور ذمہ داری کو ادا کر سکیں جیسا کہ حضرت موسی کے بارے میں انکی والدہ گرامی کو وحی ہوئی : وَ أَوْحَيْنا إِلى‏ أُمِّ مُوسى‏ أَنْ أَرْضِعيهِ فَإِذا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقيهِ فِي الْيَمِّ وَ لا تَخافي‏ وَ لا تَحْزَني‏ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَ جاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلينَ* [1] اور ہم نے مادر موسی کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں دودھ پلائیں اور جب ان کے بارے میں خوف محسوس کریں تو انہیں دریا میں ڈال دیں اور بالکل خوف اور رنج نہ کریں، ہم انہیں آپ کی طرف پلٹانے والے اور انہیں پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں اسیطرح پیغمبر اکرم (ص)مکہ معظمہ سے نکل کر ایک غار میں مخفی ہو ئے البتہ یہ سب خداوند عالم کے حکم اور ارادہ سے ہوتا تھا۔حضرت مھدی کی غیبت کے بارے میں بھی متعدد روایات یہی وجہ بتاتی ہے جیسا کہ امام صادق سے روایت ہے روای کہتا ہے امام نے فرمایا : امام منتظر قیام کرنے سے پہلے ایک مدت غیبت میں رہیں گے میں نے عرض کیا کس لیے ؟ فرمایا اسلیے کہ انہیں جان کا خطرہ ہے [2] اس حقیقت کو ہم تاریخ کی ائینے میں بھی دیکھ سکتے ہیں چونکہ بنی عباس کے حکمران بخوبی جانتے تھے کہ پیغمبر اکرم(ص) کے خاندان میں امیر المؤمنین اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جسکے ہاتھوں ظالموں اور جابروں کی حکومت کا خاتمہ ہو جاے گا ۔ اور وہ بچہ امام حسن العسکری کا فرزند ہو گا لھذا انھوں نے اپ کو شھید کرنے کی قصد سے امام حسن العسکری کو عرصہ درازتک فوجی چھاو نی میں نظر بند رکھا تھا اور باقاعدہ طور سے پھرا لگا کر رکھا تھا لیکن پروردگار عالم نے جس طرح جناب موسی کو فرعون کے ہاتھوں سے بچا لیا اسی طرح حجت خدا امام حجت کو بنی عباس کے ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں سے بچا لیا ۔

----

(۱):- القصص ۷.

(۲):- کمال الدین ج ۲. ح ۷

د : فاسق اور فاجر حکمرانوں سے آزادی

روایات کے مطابق آپکی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہو گی جو مظہر تمام اسماء الٰھی (الغالب؛العادل ؛الحاکم)ہونگے ہیں آپکے گردن پر کسی ظالم اور ستمگر حاکم کی بیعت ہے اور نہ ہی جب آپ ظہور کریں گے تو سوائے ذات پروردگار کے اور کسی کے تابع نہیں ہیں گے ۔آپ وہ عظیم مصلح ہونے جو عالمی نظام عدل کی قیام کے لیے زمینہ فراہم نہیں ہوتی اس وقت تک آپ غیبت میں رہیں گے تاکہ آپکے گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو اور خداکے علاوہ کسی کی حکومت کو قبول نہ کیا ہو ۔ چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں : صاحب ہذا الامر تغیب ولادتہ عن ھذا ۔۔۔۔۔ حضرت صاحب الامر کی ولادت کو لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھیں گے تاکہ جب ظہور کریں تو انکی گردن میں کسی بیعت نہ ہو اور پروردگار عالم انکی امر کو ایک رات میں اصلاح کرے گا [۱] اسی طرح خود امام زمانہ نے اپنے نائب دوئم محمد بن عثمان کے سوالات کے جواب میں جس میں انھوں نے غیبت کی حکمت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا : إنّه لم يكن أحد من آبائی إلّا و قد وقعت فی عنقه بيعة لطاغية زمانه، و إنّی أخرج حين أخرج و لا بيعة لأحد من الطواغيت فی عنقی،[۲]میرے تمام آباو اجداد مجبور تھے کہ اپنے زمانے کی طاغوتیوں کی بیعت میں رہے لیکن میں ایک اسی حالت میں قیام کروں گا جبکہ میرے گردن پر کسی ظالم اور ستمگر کی بیعت نہ ہو گی۔

روایات معصومین میں غیبت کے دیگر اسباب اور حکمت بیاں ہوئی ہیں لیکن ہم یہاں اختصار کی بنا پر انھی چند امور کے ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے لیکن دوبارہ تاکیداً عرض کروں گا کہ غیبت امام زمانہ ایک خدائی راز ہے جس کی اصلی فلسفہ اور راز امام زمانہ کے ظہور کے بعد ہی واضح ہو گا ۔

----

(۱):- بحار/ ج/ص ۹۶

(۲):- الزام الناصب / ج۱ / ۳۹۱ / الص : ۳۸۷

سوال نمبر۱۰: اگر حضرت مھدی امام عصر اور حجت خدا ہیں تو امام اور ہادی کو اپنے لوگوں کے درمیان رہیں تاکہ لوگ انکی امامت کی سایے میں ہدایت حاصل کرسکے لیکن جو امام مخفی ہو اور زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو ایسے امام اور ہادی کے ہونے سے نہ ہونا بہتر نہیں ہے ؟

جواب : یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ سنکڑوں سال سے حجت خدا کی ظہور کے فیض اور انکی ہدایت سے محروم ہے اور بشر اس آسمانی رہبر کے حضور میں مشرف ہونے سے قاصر ہے تو یہاں پر بسا اوقات مجھ جیسے ضعیف الایمان لوگوں کے اذھان میں ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے سوالات اور شبہات دین ومذہب کے دشمن عناصر سوچے سمجھے سازش کے تحت لوگوں کے ایمان کو سست کرنے کے خاطر ایجاد کرتا ہے ۔لیکن حقیقت میں ایسے سوالات اور شبہات ان کے اذھان میں حجت خدا کے مقام کی صحیح پہچان اور شناخت نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ،جبکہ امام معصوم کے مقدس وجود کے اثرات اور فوائد انکے ظہور اور ہدایت ظاہری تک محدود نہیں۔ بلکہ ھدیت ظاہری انکے بابرکت وجود کے اثرات میں سے ایک چھوٹا سا اثر ہے انکے وجود مقدس کے ایک اور فائدہ مخلوقات کو تباہی سے بچانا ہے ، خدا کی اپنے بندوں کی اوپر حجت تمام ہونا ہے ،تمام موجودات پر خدا کے فیض کا واسطہ بھی ہے ۔ ہم یہاں انکے وجود اقدس کے چند فوائد بطور اختصار فہرست وار بیان کرتے ہیں ۔

۱ : امام واسطہ فیض ہوتا ہے

دینی تعلیمات کی روشنی میں عقلی اور نقلی دلائل سے استفادہ ہوتا ہے کہ حجت خدا کائنات کے تمام مخلوقات اور خدا کے درمیان واسطہ فیض ہوتا ہے(جسکے بارے مین تفصیلی گفتگو بعد مین ہوگئی) نظام کائنات میں محور اور مرکز کی حیثیت رکھتا ہے لھذا ہر دور میں حجت خدا کا رؤے زمین پر ہونا صحیح تیا ت باقی رہنا ضروری ہے ورنہ انسان ،جنات ،ملائکہ ، حیوانات اور جمادات کا نام ونشان مٹ کر رہ جاے گا ۔ اور یہ مطلب مختلف احادیث جنہیں شیعہ سنی دونوں علماء نے اہل بیت اطہار سے نقل کیا ہے

انسے استفادہ ہوتا ہے جیسا کہ پیغمبر اکرم فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ ذَهَبَ أَهْلُ السَّمَاءِ وَ أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي ذَهَبَ أَهْلُ الْأَرْضِ.[1] ستارے اہل آسمان کے لیے باعث ثبات ہیں چنانچہ اگر ستارے چلے جائے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے اسی طرح میرے اہل بیت زمین والون کے لیے ذریعہ ثبات ہیں چنانچہ اگر میرے اہل بیت زمین چھوڑ دے تو اہل زمین بھی ختم ہو جائیں گے

نیز متقی ھندی اپنی سند مالک بن انس سے نقل کرتا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: لن یزال ھذا الدین قائماً الی اثنی عشر من قریش ،فاذا ھلکو ماجت الرض [2] یہ دین قائم دائم رہے گا یہاں تک قریش میں بارہ افراد لوگوں کے درمیان امامت اور خلافت کریں گے اور جب یہ سب ختم ہو جائیں گے تو زمین بھی اپنے اہل کے ساتھ ختم ہو جائے گی - اسی طرح امام علی ابن حسین فرماتے ہیں: وَ بِنَا يُمْسِكُ الْأَرْضَ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا وَ بِنَا يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ تُنْشَرُ الرَّحْمَةُ وَ تَخْرُجُ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ وَ لَوْ لَا مَا فِي الْأَرْضِ مِنَّا لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا [3] ہمارے ذریعہ سے زمین اپنی اہل کے ساتھ پابرجا ہے اور ہمارے ذریعہ سے آسمان بارش برساتا ہے اور اس کی رحمتیں پھیل جاتی ہیں اور زمین سے برکات نکل آتی ہیں """"""""

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور اہل زمین کے وجود کی بقا حجت خدا کے وجود کے ساتھ مربوط ہے اور انھی کی وجہ سے باقی ہے - اسی طرح زیارت جامعہ میں ہم پڑھتے : اے خداے قادر کی حجتیں ، خدانے آپسے آغاز وانجام کیا ہے وہ آپ کے ذریعے بارش برساتا ہے آپ کے ذریعے آسماں کو روکے ہوےہے تاکہ زمین پر نہ آگرے مگر اسکے حکم سے ، وہ آپ کے ذریعے غم دور کرتا ہے اور سختی ہٹاتا ہے -

----

(۱):- ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمۃ، ۲ جلد، اسلامیہ - تہران، چاپ: دوم، ۱۳۹۵ق.

(۲):- محمد تقی ہندی کنز العمال /اس حدیث کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے

(۳):- کمال الدین و تمام النعمۃ / ج۱ / ۲۰۷ / ۲۱ ص : ۲۰۱

معصومین علیھم السلام کے ان جملات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام عصر زمان غیبت میں بھی تمام مخلوقات کے لیے سرچسمہ حیات ہیں اور تمام برکات الٰھی انھی کے واسطے مخلوقات تک پہنچتی ہے اسی لیے خود پیغمبر اکرم نے انکے وجود مقدس کو غیبت کی حالت میں اس سورج سے تشبیہ دی ہے جو بادل کے پیچھے چھپا ہوا ہے لیکن اسکے وجود سے مخلوقات زمین مسلسل استفادہ لے رہا ہوتا ہے ۔ جیسا کہ جابر الانصاری پیغمبر گرامی اسلام (ص) سے نقل کرتے ہیں: فقلت: یا رسول اللّه هل لشیعته انتفاع به فی غیبته؟ فقال صلّی اللّه علیه و آله: إی و الذی بعثنی بالحقّ إنّهم یستضیئون بنوره و ینتفعون بولایته فی غیبته کانتفاع الناس بالشمس و إن علاها السحاب [۱] اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا ہے وہ لوگ انکے نورانی وجود سے منور اور انکی ولایت سے زمان غیبت مین ایسے ہی استفادہ کریں گے جس طرح لوگ بادل کے پیچھے چھوپے ہوے سورج سے استفادہ کرتے ہین ۔

۲ : زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی

متعدد روایات کے مطابق جسے شیعہ سنی دونوں طرفین کے علماء نے نقل کیا ہے زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی خواہ وہ لوگوں کے درمیاں ظاہر ہو یا خوف کی وجہ سے پوشیدہ ہو :امیر المؤمنین فرماتے ہیں : بَلَی لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلَّهِ بِحُجَّةٍ إِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً وَ إِمَّا خَائِفاً مَغْمُوراً لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللَّهِ وَ بَيِّنَاتُهُ خدا کی قسم زمین کبھ حجت خدا جو خدا کے لیے قیام کرے سے خالی نہیں ہوتی چاہے وہ ظاہرا اور اشکار ہو یا خائف و مخفی تاکہ خدا کی حجتیں اور برایں تمام نہ ہونے پائیں [۲] اسی طرح متعدد روایات مین ائمہ اطہار فرماتے ہیں:

----

(۱):- الزام الناصب / ج ۱ / ۳۸۵ / ص : ۳۸۰" تندوزی حنفی ینابیع المودۃ /ج۳/ص ۱۷

(۲):- نہج البلاغہ خ ۱۴۷

سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع فَقُلْتُ أَ تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ حُجَّةٍ فَقَالَ لَوْ خَلَتْ مِنْ حُجَّةٍ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا(۱) قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع يَمْضِي الْإِمَامُ وَ لَيْسَ لَهُ عَقِبٌ قَالَ لَا يَكُونُ ذَلِكَ قُلْتُ فَيَكُونُ مَا ذَا قَالَ لَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى خَلْقِهِ فَيُعَاجِلَهُمْ(۲)أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهَا حُجَّةٌ عَالِمٌ إِنَّ الْأَرْضَ لَا يُصْلِحُهَا إِلَّا ذَلِكَ وَ لَا يُصْلِحُ النَّاسَ إِلَّا ذَلِكَ.(۳) اگر زمین ایک لحظے کے لیے امام زمان سے (جو کہ حجت خدا ہے) خالی رہ جائے تو برباد ہو جائے گی ۔

۳: امام زمانہ کی غیبت ظاہری کی ذمہ دار ہم خود ہیں

اگر آج امت محمدی اس الھی رہبر کے حضور کے فیض سے محروم ہیں تو اسکے ذمہ دار امام نہیں بلکہ خود عوام ہیں جو آپ کی رہبری قبول کرنے پر امادہ نہیں ہیں اور مخالفت پر کمربستہ ہیں جیسا کہ آپ کے آباء واجداد طاہرین کی اطاعت کے بجائے مخالفت کی گئی اگر لوگ اطاعت پر امادہ ہو تو امام ظاہر ہی رہتے چنانچہ اس بارے میں خود امام زمانہ فرماتے ہیں وَ لَوْ أَنَّ أَشْيَاعَنَا وَفَّقَهُمُ اللَّهُ لِطَاعَتِهِ عَلَى اجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ لَمَا تَأَخَّرَ عَنْهُمُ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا وَ لَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلَى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَ صِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا فَمَا يَحْبِسُنَا عَنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرَهُهُ وَ لَا نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ (۴)

----

(۱):- ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمة، ۲جلد، اسلامیہ - تہران، چاپ: دوم، ۱۳۹۵ق.

(۲):- ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمة، ۲جلد، اسلامیہ - تہران، چاپ: دوم، ۱۳۹۵ق.

(۳):- ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمة، ۲جلد، اسلامیہ - تہران، چاپ: دوم، ۱۳۹۵ق.

(۴):- الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی) / ج۲ / ۴۹۹ / ص : ۴۷۹

لھذا اگر لوگ اس عظیم نعمت سے بہرہ مند نہ ہوں اور آفتاب ہدایت کی شعاعوں کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں تو اسے امام کے وجود پر اعتراض نہیں ہو سکتا جیسا کہ اگر لوگ دوسری نعمتوں سے استفادہ نہ کریں اور ان نعمتوں کے فوائد ہی ظاہر نہ ہونے دیں یا اسے غلط استعمال کریں تو اس رویے کے باعث ان نعمتوں کی خلقت پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ انھیں کیوں خلق کیا گیا؟

کسی کو یہ حق نہیں ملتا کہ یہ ہے کہ جب لوگ ان نعمتوں سے درست استفادہ نہیں کررہے ہے تو ان نعمتوں کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے بلکہ لوگوں کی توبیخ کرنا چاہیے کہ کیوں ان نعمتوں سے صحیح استفادہ نہیں کررہے اور ان مین یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیے تاکہ ان نعمتوں سے بر پور استفادہ کرسکے ۔

سوال نمبر۱۱: بعض روایات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو عصر غیبت میں خورشید پنہاں سے تشبیہ دی ہے اس تشبیہ کے کیا راز ہو سکتے ہے ؟

جواب : یہ حدیث شریف کو خود پیغمبر اکرم (ص) اور امام زمانہ دونوں سے نقل ہوا ہے آپ فرماتے ہیں : ، و إنّي أخرج حين أخرج و لا بيعة لأحد من الطواغيت في عنقي، و أمّا وجه الانتفاع بي في غيبتي فكالانتفاع بالشمس إذا غيّبها عن الأبصار السحاب، یقیناً اس حدیث شریف میں بہت سے نکات پائے جاتے ہیں ۔لیکن ہم یہاں ان نکات میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

۱ : جس طرح سورج نظام شمسی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور دوسرے تمام سیارے اسی کے گرد حرکت کرتے ہیں ، سورج اگر چہ دیکھنے میں بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے لیکن کائنات کا ہر جنبندہ اسکے وجود سے مستفید ہوتا رہتا ہے اگر فرضاً سورج ایک لحظے کے لیے صفحہ ہستی سے ناپدید ہو جاے تو تمام جاندار مخلوق منجمد ہو کر بے جان ہو جاے۔ اسی طرح امام عصر کا وجود گرامی بھی کائنات کے نظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے ۔ چنانچہ دعا عدلیہ میں ہم پڑھتے ہیں

: ببقائه بقيت الدينا و بيمنه رزق الورى و بوجوده ثبتت الارض و السماء [1]اسی ہستی کے وجود سے دنیا باقی ہے اور اسی کی برکت سے کائنات کے ہر موجود کو روزی ملتی ہے اور اسی کے وجود کی خاطر زمین اور آسمان مستحکم باقی ہیں ۔

۲ سورج ایک لمحہ کے لیے بھی نور افشانی سے دریغ نہیں کرتا اور ہر چیز سورج سے جتنا رابطہ رکھتی ہے سورج کے نور سے اسی قدر فیضیاب ہوتی ہے ۔چنانچہ حضرت ولی عصر کا وجود بھی تمام مادّی اور معنوی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے واسطہ ہے ۔ کمالات کے اس سرچشمہ سے جس شخص کا جتنا رابطہ استوار ہے وہ اتنا ہی اس سے فیضیاب ہوتا ہے ۔چنانچہ آپ شیخ مفید کے ایک خط میں اس طرح خطاب فرماتے ہیں : إنّا غير مهملين لمراعاتكم، و لا ناسين لذكركم، و لو لا ذلك لنزل بكم اللأواء و اصطلمكم الأعداء[2]۔ہم نے ہرگز تم کو اپنے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور ہرگز تمھیں نہیں بھولے۔اگر ہماری توجہ نہ ہوتی تو تم پر بہت سی سختیاں اور بلائیں نازل ہوتیں اور دشمن تم کو نیست و نابود کر دیتے ۔

سوال نمبر ۱۲ : یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان ہزار سال سے زیادہ زندہ رہے ؟

جواب : حضرت حجت کی زندگی سے مربوط بحثوں میں سے ایک بحث آپ کی طولانی عمر کے بارے میں ہے بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے ایک انسان ہزار سال سے زیادہ زندگی کرے جبکہ عام طور انسان کی عمر ۸۰ سے ۱۵۰ سال کی ہوتی ہے؟ اور اس شبہ کی وجہ بھی انسان کی متوسط عمر ۷۰ سے ۱۰۰ سال کے درمیاں ہونا ہے ۔ ورنہ عقلی اور سائنسی اعتبار سے انسان کی عمر کے طولانی ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے طول عمر کے لیے کی جانے والی انسانی کوشیش نتیجہ خیز ہیں اور اس میں کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں ۔

----

(۱):- مفاتیح الجنان ،دعای عدلیہ

(۲):- مفید، محمد بن محمد، ارشاد، ص۸- قم، چاپ: اول، ۱۴۱۳ ق

اوردنیا کے ائمۂ راں حضرات اجۡ‌تک انسان کی بیئی عمر کے لئے کوئی حتمی سرحد معین ۂیں کرسکے یں [1] خاص طور پـر ایـک مسلمان فرد جو قراںٔ حقاۂ پر عقیدہ رکھتا ہے اسے کے لیے یہ سوال پیدا ہی ۂیں ہوتا کیونکہ قرانٔ مجید نے طولانی عمر کے مالـک افراد کے لیے نمونے بیان کیے یں جو سیکوں ال سے اب بھی زندہ ہے ۔ چنانچہ حضرت عیسی کے ۔ بارے میں ارادۂ ۔ باری ہوتا ہے وَ مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا*بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَ كَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا *[2] اور انہوں نے مسیح کو تۃ ۂیں کیا ۔ بلکہ ۔ اللہ نے اۂیں اپنی طرف اٹھایا اور بے شک اللہ ۔ ا غالب آنے والا، کمت والا ہے۔ ا زا تمام مسلمانون کاعقیدہ ہے کہ نہ صرف حضرت عیسی ۔ بلکہ جناب خصر ؛ جناب الیاس؛ جناب ادریس سب اب بھی زندہ یں اور حضرت عیسی اخٔری زمانہ میں امام عصر کے ظھـور کے بعد زمین پر تشریف لائیں ے اور حضرت ولی عصر کی اقتداء میں نماز ادا کریں ے انکی نصرت کریں ے ۔ ا زا ابو خاتم ستانی اپنی کتاب (المرون) میں مستند تاریخی حوالے سے سیکڑوں افراد کو ان کے عمر کے اتھ بیاں کیے یں ان میں سے حضرت ادمٔ کـی ۹۱۲ ال ؛ حضرت نوح کی۲۵۰۰ ال ؛ بیاں کیے یں ۔لیکن حضرت حجت کی طولانی عمرکے متعلہ ہم سیکڑوں احادیـث رکھتے کے اتھ اتھ ہمارا عقیدہ ہے جیسے ہم فلسفہ غیبت کے موضوع میں بیان کر چکے یں کہ انکی غیبت عمر میں طولانی قـدرت خـدا اور ارادہ خاص پروردگار سے انجام پایا ہے اور قدرت خدا لامحدود ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجاںٔش ۂیں ہے ۔ پـروردگار عـالم جـب ارادہ کرے تو کسی کو تیا تـ تک زندہ رھ کتا ہے جیسا کہ شیطان ھزاروں ال سے اب بھی زندہ ہے اور تیا ت تک زندہ رہے گا خود پروردگار عالم قرآن مجید میں حضرت یونس کے متعلہ بیان فرماتا ہے : - وْ لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ * لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ *[3] اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہو ، ۱۴۴۔ تو تیا تـ تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہ جا

----

(۱):- اس بارے میں مزید معلومات کے لئے مراجعہ کریں نوید امن وامان ص ۲۶۱

(۲):- نساء :۱۷۵

(۳):- صافات :۱۴۴ (اور خوشی کی بات یہ ہے اجٔ مڈ گا کرکے الی علاقے میں ۴۰۰ ملین ال کی ایک مچھلی ملی ہے ۔ (روزنامہ کیہان ش ۴۴۱۳؛ ۲۲؛۱۳۴۳ق نقل از محور کائنات ص ۱۱۲)

سوال نمبر ۱۳ : غیبت کبری کی دور میں جب خدا غیب کی پردے میں ہیں تو ہماری کیا کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

جواب : اس موضوع کے متعلق قرآنی آیات اور روایات سے بخوبی یہ واضح ہوتا ہے کہ عصر غیبت میں لوگون کے گردن پر بہت ہی سنگین اور بڑی زمہ داری ہے اور جب تک ان زمہ داریوں اور وظائف پر عمل نہ کریں حقیقی اور سچے مسلمان شمار نہیں ہوتا

لہٰذا واقعی اور سچے مسلمان بنے کے لیئے ان زمہ داریوں کو اچھی طرح جاننا اور اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے-

ہم یہاں چند اہم زمہ داریوں کو اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تاکہ تشنئہ معرفت حضرات کے لیےان وظائف اور زمداریوں کو جاننے میں آسانی ہو جائے

۱: امام حجت کی معرفت اور شناخت :

ایک مؤمن مسلمان جو امام کے وجود کو ضروری سمجھتا ہےانکی سب اہم ذمہ داری اور پہلا وظیفہ ہر دور کے امام کی معرفت اور انکی شناخت ہے ،چونکہ فریقین کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) نے امام زمانہ کی معرفت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا ہر مسلم فرد کی شرعی اور عقلی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل کرلے چنانچہ اس بارے پیغمبر اکرم سے مشہور اور متواتر حدیث ہے جسے شیعہ سنی سب نے نقل کیا ہے آپؐ نےفرمایا: من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ [1] جو شخص اپنے امام زمانہ کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مراہے ،، یعنی جب تک امام زمانہ کو نہ پہچانے کہ وہ کون ہیں وہ شخص حقیقی مسلمان نہیں ہے اور وہ ایمان کی دائرے میں نہیں ہوتا ۔

----

(۱):- تفتازانی: شرح مقاصد: ج ۲ ص ۲۷۵-

جبکہ اسلامی تعلیمات کے روشنی میں تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس ہستی کے آمد کے ہم سب منتظر ہیں وہ ایسی شخصیت ہیں جن کو پروردگار عالم نے اسی دن کے لیے ذخیرہ کیا ہے ، اس روئے زمین پر امام زمانہ اور حجت خدا ہونے اور انکی بابرکت وجود کے ذریعے سے مقصد بعثت انبیاء کا اور خلقت کا نتیجہ حاصل ہو گا لیکن خ وصیت کے ساتھ مکتب تشیّع کے نزدیک وہ ذات ابھی بھی ہمارے درمیان زندگی کر رہی ہے اگر چہ الٰہی مصلحت کی بنا پر انکی شخصیت کی زیارت سے ہم سب محروم ہیں ، آپ پردہ غیب سے ہماری مسلسل سرپرستی کررہے ہیں ،انھیں کے وسیلہ سے اللہ تعالی لوگوں کو رزق فراہم کرتا ہے اور زمین وآسمان اپنی جگہ ثابت وبرقرار ہیں آپ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ فیض ہیں تمام انبیاء واوصیاءؑ کے علوم اور اوصاف حمیدہ کے وارث ہیں اورآپ ہی کی ذات کو اللہ تعالی کی ارادہ و اجازت سے نفوس پر تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور خ وحقیقت کی طرف ہدایت کرتی ہے ۔

اگر آج مسلم سو ائٹی معیشتی ؛ اجتماعی اور ثقافتی لحاظ سے اضطراب تزلزل اور خفقان کا شکار ہے ،تو یہ سب آنحضرتؑ سے غفلت ؛ بے توجہی اور انکی معرفت حاصل کرنے میں کوتاہی کے وجہ سے ہے ،اور فطری طور پر جب انسان کسی موضوع کو کما حقہ نہ پہچانتا ہو،سکے بارے میں وہ اپنے وظیفے کو دلی لگاو سے انجام نہیں دے کتا لھذا ایک حقیقی منتظر کی ظہور سے پہلے سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری حضرت حجت امام منتظر کی معرفت اور شناخت ہے اوریہی سعادت و نجات کا باعث اور اس سے دوری دنیوی نقصان اور خسران ابدی کا باعث ہے ا زا صادق آل محمد فرماتے ہیں : يَقُولُ اعْرِفِ الْعَلَامَةَ فَإِذَا عَرَفْتَهُ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُناسٍ بِإِمامِهِمْ فَمَنْ عَرَفَ إِمَامَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِي فُسْطَاطِ الْمُنْتَظَرِ ع[1]تم اپنے امام کو پہچانیں جسکے تم منتظر ہے کیونکہ جب تم انکو پہچانیں ے تو پھر وہ ظہور کرئے یا نہ کرئے تمھیں کچھ نقصان نہیں ہو گا یعنی تم نے اپنے ذمہ داری انجام دیا اور حقیقی منتظرین میں سے ہو گئے

----

(۱):- مجلسی : مرآۃ العقول :ج۴ ص ۱۸۶ — اور اصول الکافی:ج۱ ،،ص۳۷۲ -

اب انکے ظہور سے پہلے اگر تم اس دنیا فوت کر جائے تو یہی معرفت تمھار ی نجات اور سعادت کا باعث بنے گی تو پھر تمھارے لیئے کیا نقصان کہ وہ ظہور کرئے یا نہ کرئے ۔ لیکن یہ اسکے لیئے نقصان ہے جو اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہے -

اسی طرح فضیل بن یسار نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے: يَقُولُ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةُ جَاهِلِيَّةٍ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ لَمْ يَضُرَّهُ تَقَدَّمَ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ الْقَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ "[۱] آپ فرما یں جو شخص اس حالت میں مرئےجبکہ وہ اپنے امام کو نہیں پہچانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے ،اور وہ شخص جو اس دنیا سے چلے جائے جبکہ وہ اپنے امام زمانہ کی صحیح معرفت رکھتا ہو تو امام زمانہ کے ظہور میں تاخیر اسے نقصان نہیں دے گا ،اور جو شخص مر جائے جبکہ اپنے امام کی معرفت کے اتھ مر ئے تو گویا وہ اپنے امام کے ہمراہ جہاد میں انکے خیمے میں ہے -"

اسی طرح کسی اور حدیث میں جناب شیخ صدوق نقل فرماتے ہیں : ولا يكون الإيمان صحيحا ً إلاّ من بعد علمه بحال من يؤمن به، كما قال اللّه تبارك وتعالى "إلاّ من شهد بالحق وهم يعلمون[۲]" فلم يوجب لهم صحة ما يشهدون به إلاّ من بعدعلمهم ثم كذلك لن ينفع ايمان من آمن بالمهدى القآئم عليه السلام حتى يكون عارفاً بشأنه فى حال غيبته [۳]"کسی مؤمن کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک جس چیز پر ایمان رکھتا ہے اس کے بارے میں پوری شناخت نہیں رکھتا ہوں "جس طرح خدا وند متعال کا ارشاد ہے الاّ من شہد بالحق وہم یعلمون مگر ان افراد کے جو علم و شناخت کے اتھ حق کی گواہی دیں پس حق پر گواہی دینے والوں کی گواہی قبول نہیں ہو گی مگر یہ کہ وہ علم رکھتا ہو ۔اسی طرح مہدی قائم عج اللہ پر ایمان رکھنے والوں کا ایمان انھیں فائدہ نہیں دے گا

----

(۱):- کلینی: اصول الکافی:ج ۱ص۳۷۲

(۲):- زخرف :۸۶ -

(۳):- صدوق :کمال الدین اتمام النعمۃ :ج ۱ ص ۱۹

(یعنی انکے ظہور اور قیام پر اجمالی ایمان اور انکے ظہور کا انتظار انھیں فائدہ نہیں دے گا)مگر انکی غیبت کے دوران انکے متعلق اور انکی شان ومنزلت کے بارے میں صحیح معرفت رکھتا ہو ۔

اور امام زمانہ کی معرفت کے لیے بعض چیزوں کو جاننا ضروری ہے ان میں سے بعض اہم موارد یہاں ذکر کرتے ہیں کیونکہ ان امور کو جانے بغیر کسی امام کی معرفت کامل اور مفید واقع نہیں ہوتی

ا: آپ کائنات کی پہلی مخلوق ہیں

صحیح روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ اور رسول اکرم(ص) اور دیگر بارہ معصومین کے پاکیزہ انوار کو اللہ تعالی نے کائنات کی تمام مخلوقات سے پہلے خلق فرمایا ہے چناچہ نبی اکرم (ص) اس بارے آنحضرت میں فرماتا ہے

لما اسری بی الی السماء .... [1] جس رات مجھے آسمان کی سیر لے جایا گیا تو عرش پر میری نظر پڑی کہ وہاں لکھا ہوا تھا ''لا إله الاّ الله محمد رسول الله أيده بعلي....'' اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اسکے رسول ہیں اور علیؑ کے زریعے ہم نے انکی تائید کی ہے ،اور میں نے عرش پر علیؑ وفاطمہؑ اور باقی گیارہ معصومینؑ کے مقدس انوار کو دیکھا جنکے درمیان حضرت حجتؑ کا نور کوکب دری کی مانند درخشان اور چمک رہا تھا میں نے عرض کیا پروردگار یہ کس کا نور ہے ، اور وہ کن کے انوار ہیں ؟ آواز آئی یہ تیرے فرزندان ائمہ معصومینؑ کے انوار ہیں اور یہ نور حجت خداؑ کا نور ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی ۔

----

(۱):- سید ہاشم بحرینی :مدینۃ المعاجز ص ۱۵۳ -

اسی طرح امیر المومنین فرما یں رسول خدا (ص)نے مجھ سے فرمایا : لما عرج بی إلی السماء....... فقلت یا رب و من أوصیائی فنودیت یا محمد أن أوصیاءك المكتوبون علی ساق العرش فنظرت و أنا بین یدی ربی إلی ساق العرش فرأیت اثنی عشر نورا فی كل نور سطر أخضر مكتوب علیه اسم كل وصی من أوصیائی أولهم علی بن أبی طالب و آخرهم مهدی أمتی [1] ''جب مجھے آسمان کی سیر پر لے جایا گیا .....تو میں نے عرض کیا پروردگارا کون یں میرےاوصیا ، ندا آئی یا محمد(ص) تمھارے اوصیاکے ۔ام اق عرش پر لکھے ہے ہے میں نے عرش کی طرف نظر کی تو گیارہ انوار اپنے دیکھا ہر نورمیں ایک سبز لکیر ہے جس پر میرے ہر ایک وصی کے اسم گرامی لکھا گیا ہے سب سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ کا اسم گرامی اور آخر میں میری ا ت کا م ریؑ کا ۔ام تھا ۔

ب : آ پؑ ۔الق ومخلوق کے درمیان واسطہ فیض ہیں

بعض ۔روایات کے روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ امام زمانہ واسطہ ٔیض وبر ت یں ۔جناب شیخ مفیدابن عباس کے واسطے رسول خدا (ص) سے نقل کر یں : قال رسول الله ص ذكر الله عز و جل عبادة و ذكری عبادة و ذكر علی عبادة و ذكر الأئمة من ولده عبادة و الذی بعثنی بالنبوة و جعلنی خیر البریة إن وصیی لأفضل الأوصیاء و إنه لحجة الله علی عباده و خلیفته علی خلقه و من ولده الأئمة الهداة بعدی بهم یحبس الله العذاب عن أهل الأرض و بهم یمسك السماء أن تقع علی الأرض إلا بإذنه و بهم یمسك الجبال أن تمید بهم و بهم یسقی خلقه الغیث و بهم یخرج النبات أولئك أولیاء الله حقا و خلفائی صدقا عدتهم عدة الشهور و هی اثنا عشر شهرا.....[2]

----

(۱):- صدوق : کمال‌الدین ج : ۱ ص : ۲۵۶

(۲):- شیخ مفید :الاختصاص ص :۲۲۴

آنحضرت(ص) نے فرمایا :اللہ کا ذکر اور میرا ذکر عبادت ہے ،اور علیؑ کا ذکر اور انکے فرزندان ائمہؑ کا ذکر بھی عبادت ہے ، قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبوّت پر مبعوث کیا ہے-......... اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ اور انکے فرزندان ائمہ ہداءؑ ہونے انھیں کے واسطے ض اللہ تعالی اہٗ زمین سے عذاب کو ٹال دے گا اور انھیں کی بر ت سے آسمان ٹوٹ کر زمین پر آنے سے بچا لے گا ،اور انھیں کی خاطر پہاڑوں کو بکھر جانے نہیں دے گا اور انھین کے فیض سے اپنی مخلوقات کو باران رحمت سے سیراب کرے گا اور زمین سے سبزہ نکالے گا ،وہی لوگ ہیں جو اللہ کے حقیقی دوست اور جانشین ہیں ...... نیز امام علی ابن حسین فرماتے ہیں : وَ بِنَا يُمْسِكُ الْأَرْضَ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا وَ بِنَا يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ تُنْشَرُ الرَّحْمَةُ وَ تَخْرُجُ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ وَ لَوْ لَا مَا فِي الْأَرْضِ مِنَّا لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا [1] ہمارے ذریعہ سے زمین اپنی اہل کے ساتھ پابرجا ہے اور ہمارے ذریعہ سے آسمان سے بارش برستا ہے اور اسکی رحمتیں پھیلتی جاتی ہیں اور زمین سے برکات نکلتی آتی ہیں اسی طرح دعاے عدلیہ کا فقرہ ہے جس میں آیا ہے :''ثم الحجة الخلف القائم المنتظر المهدی المرجی .....ببقائه بقيت الدّنيا وبيمنه رُزق الورى وبوجوده ثبتت الأرض والسماء وبه يملاء اللّه الأرض قسطاً وعدلاً بعد ما ملئت ظلماً وجوراً '' میں گواہی دیتا ہوں انکے فرزند حجت خدا وجانشین واما م ؛ قائم منتظر مہدی عجّل اللہ فرجہ ان کے ہاتھ عالم کی اُمیدوابستہ ہے انکے وجود سے دنیا باقی ہے اور انکی بر ت سے مخلوق روزی پارہی ہے ،اور انکے وجود سے زمین وآسمان قائم ہیں اور انھیں کے زریعے خدا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جب کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی

پس ان روایات کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں امام زمانہ خالق ومخلوق کے درمیاں واسطہ فیض ہیں اور انکے واسطے سےزمیں وآسمان اپنی جگہ ثابت اور حرکت میں ہیں اور انکے واسطے سے تمام مخلوقات تک رزق پہنچتی ہے ۔

----

(۱):- کمال الدین و تمام النعمۃ / ج ۱/ ۲۰۷ / ۲۱ ص : ۲۰۱

ج: آپؑ کی معرفت کے بغیر خدا کی معرفت کامل نہیں ہے

امام حسین سے خدا کی معرفت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت نے فرمایا: ’’معرفة اهل کلّ زمان امامهم الذّی یجب طاعته‘‘ [1] ہر زمانہ میں لوگوں کے اپنے امام کی معرفت مراد ہے جنکی اطاعت کو لوگوں پر واجب کیا ہے۔ اسی طرح امام محمد باقر نے فرمایا: ’’انما یعرف اللّہ عزوجل ویعبدہ من عرف اللّہ وعرف امامہ منا اہل البیت‘‘؛ صرف وہ شخص خدا کی معرفت حاصل کر سکتا ہے اور اس کی عبادت کر سکتا ہے جس نے اللہ اور ہم اہل بیتؑ میں سے اپنے امام کو پہچان لیا ہو۔ ائمہ اہل بیت اطہارؑ کی امامت کا انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے (یعنی خدا کے انکار) اگر چہ وہ شخص کلمہ گو ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ چھٹے امام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: ’’من عرفنا کان مومنا ومن انکرنا کان کافراً‘‘ [2] جس نے ہماری معرفت حاصل کرلی وہ مومن ہے اور جس نے ہمارا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اسی طرح بعض روایت میں آیا ہے کہ امام خدا اور مخلوقات کے درمیان پرچم ہدایت ہے لہٰذا انکی معرفت کے بغیر اللہ تعالی کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

د: آپ تمام انبیاءؑ کے کمالات کا مظہر ہیں

متعدد روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی شخصیت جامع ترین شخصیت ہے اور آپ میں تمام انبیاء کے کمالات پائے جاتے ہیں جس طرح آپکے آباواجداد کی ذوات مقدسہ تمام گذشتہ انبیاء کے کمالات کی حامل تھی سلمان فارسی نے آنحضرت(ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

----

(۱):- مجلسی: بحار انوار، ج ۸۳، ص ۲۲ -

(۲):- کلینی: کافی، ج ۱، ۱۸۱ -

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الْأَئِمَّةُ بَعْدِی اثْنَا عَشَرَ عَدَدَ شُهُورِ الْحَوْلِ وَ مِنَّا مَهْدِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهُ هَيْبَةُ مُوسَى وَ بَهَاءُ عِيسَى وَ حُكْمُ دَاوُدَ وَ صَبْرُ أَيُّوبَ.[۱] میرے بعد بارہ امام ال کے ۔ بارہ مہینوں کے برابر امام ہونے اوراس ات کا مہدیؑ بھی ہم سے ہی ہوگا جس میں موسی کی ہیبت ،عیسی کی عزت وبہاء،داود کی قضاوت ،اور ایوب کا صبر سب موجود ہو گا

اسی طرح چھٹے اما م فرماتے ہیں : إنّ قائمنا اهل البيت عليهم السلام اذا قام لبس ثياب على وسار بسيرة علی علیه السلام [۲] ہمارے قائم جب قیام کریں گے تو اپنے جد علی علیہ السلا م کے لباس زیب تن کریں گے اور انکی سیرت پر چلیں گے

کسی اور روایت میں امام رضا (ص) انکی مثالی شخصیت کے بارے میں فرماتے ہیں : للإمام علامات يكون أعلم الناس و أحكم الناس و أتقى الناس و أشجع الناس و أسخى الناس و أعبد الناس .... [۳] '' حضرت ولی عصر لوگوں میں سب سے زیادہ دانا ؛ حلیم بردبار اور پرہیزگار ہونے وہ تمام انسانوں سے زیادہ بخشش کرنے والا؛ عابد اور عبادت گزار ہونے .... ''

ھ: آپ تمام انبیاء اور ائمہ کی امیدوں کو زندہ کریں گے

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر واضح طور پر بیان کیا ہے کہ پروردگار عالم نے تمام انبیاء کو دو بنیادی مقصد کے خاطر بھیجے ،ایک شرک و بت پرستی کو صفحہ ھستی سے مٹاکر توحید ویکتا پرستی کو رائج دینے اور دوسرا یہ کہ سماج سے ظلم وتربریت کی ریشہ کنی کرکے اس کی جگہ عدل ۔ پاکدامنی کو رواج دینا تھا ۔لیکن ہمّ دیکھتے ہیں اب تک روئے زمین پر یہ مقصد تحقق نہیں پایا ہے

----

(۱):- کلینی :کافی ،ج۱ ،ص ۱۸۱ -

(۲):- صافی گلپائی گانی: منتخب الاثر فصل ۱ ص ۲۶ - علی بن محمد خزاز قمی: کفایۃالاثر ص : ۴

(۳):- مجلسی :مرآۃ العقول ج ۴ ص ۳۶۸ -

جبکہ تمام علماء ،دانشور حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ تمام انبیاء کے بعثت کا مقصد اور ہدف حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفداء کے مبارک ہاتھوں سے انکے آفاقی قیام کے ذریعے میں تحقق پائے گا،اورانھیں کے زریعے کفر وشرک کا ریشہ خشک ہو جائے گا ،اور ظلم بربریت کے اس تاریک دور کا خاتمہ ہو کر عدل وتوحید کا سنہری دور پورے زمین پر غالب آئے گا - چناچہ سورہ توبہ کے ۳۲ اور ۳۳ آیات کے ذیل میں تمام شیعہ مفسرین نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ آیہ مبارکہ یہ ہے :

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِ‍ُواْ نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ يَأْبىَ اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَفِرُونَ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے پھونک مارکر بجھا دیں حالانکہ خدا اس کے علاوہ کچھ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ اپنے نور کو تمام کردے چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے- هُوَ الَّذِى أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ دِينِ الْحَقّ‏ِ لِيُظْهِرَهُ عَلىَ الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُون خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول(ص) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو ۔

ان قرآنی آیات اور روایات کی روشنی میں آپکی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے ، کہ آپکی شخصیت تنہا وہ ذات ہیں جو انبیاء وائمہ کی کوششوں کو نتیجہ خیز بنائیں گی اور تمام آسمانی رہبرون کی امیدوں کو تحقق بخشیں گے اسی طرح پیغمبر اعظم (ص)انکے وجود اقدس کی بر کت سے مؤمنین کے تشفی قلوب اور دلی تمناوں کے(جو کہ حقیقت میں تمام انبیاء اور ائمہ علیہ السلام کی بھی دلی آرزو تھی) پورا ہونے وآپکے علمی مقام و آپکے آنحضرت (ص)کے ساتھ نسبت اور آپ سے دشمنی رکھنے والوں اور تکلیف پہنچانے والوں کی سوء عاقبت بیان کو کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ قال رسول الله ص الأئمة بعدی اثنا عشر ثم قال كلهم من قريش ثم يخرج قائمنا فيشفي صدور قوم مؤمنين إلا أنهم أعلم منكم فلا تعلموهم ألا إنهم عترتی من لحمی و دمی ما بال أقوام يؤذونی فيهم لا أنالهم الله شفاعتی (۱)

----

(۱):- محقق طبرسی :الاحتجاج ج : ۲ ص : ۴۳۷

رسول للہ(ص) نے فرمایا : میرے بعد بارہ امام ہونے ؛ پھر فرمایا سب کے سب قریش سے ہونے پھر ہمارے قائم ظہور کریں ے جسے مؤمنین کے دلوں کو تشفی ملے گی ؛ لیکن یاد رکھنا وہ (یعنی بارہ امام)تم سے بہتر اور زیادہ علم رکھتے ہیں ؛ کبھی انھیں سمجھانے کی کوشش نہ کرنا ! خبر دار !وہ لوگ میری عترت ؛میرے گوشت اور خون سے ہیں کیا حال گا ان قوموں کا جومجھے اذیت دے ان کے میں خدا انھیں میری شفاعت نصیب نہ کرے ۔

اسی لیے روایت میں آیا ہے کی انکی معرفت اور اطاعت رسول اللہ(ص) کی اطاعت اور معرفت ہے اور انکے ظہور کا انکار نبی اکرم(ص) کی رسالت کے انکار کرنے کا برابر ہے اگر چہ وہ شخص مسلمان ہو نے کی بنا پر انکی نبوّت کا اعتراف ہی کیوں نہ کرے ،چنانچہ آپ(ص) فرما تے ہیں : قال رسول الله ص القائم من ولدی اسمه اسمی و كنيته كنيتی و شمائله شمائلی و سنته سنتی يقيم الناس علی ملتی و شريعتی يدعوهم إلی كتاب الله ربی من أطاعه أطاعنی و من عصاه عصانی و من أنكر غيبته فقد أنكرنی و من كذبه فقد كذبنی و من صدقه فقد صدقنی إلی الله أشكو المكذبين لی فی أمره و الجاحدين لقولی فی شأنه و المضلين لأمتی عن طريقته وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ:.[1] قائم میرا فرزند ہے انکا نام میرے نام پر انکی کنیت میری کنیت پر انکے شکل وشمائل میری شکل وشمائل جیسی ہوں گی اور انکی سنت میری سنت پر ہوگی لوگوں کو میرے دین اورمیری شریعت پر پلٹا دیں گے انھیں میرے پروردگار کی کتاب کی طرف دعوت دیں ے جو انکی اطاعت کرے اس نے میری اطاعت کی ہے اور جو انکی نافرمانی کرئے اس نے میری نافرمانی کی ہے ،اور جو انکی غیبت کا انکار کرئے اس نے مجھے انکار کیا ہے اور جو انھیں جھٹلائے اس نے مجھے جھٹلایا ہے اور جس نے انکی امامت اور غیبت کی تصدیق کرئے اسنے میری رسالت کی تصدیق کی ہے....

----

(۱):- علی بن محمد خزاز،کفایۃالاثر ص : ۴۵

اس جیسے بہت ارے،روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی معرفت اور اطاعت نہ صرف ر الت ۔آپ(ص) کی معرفت اور اطاعت ہے اور انکا انکار نہ صرف آنحضرت (ص)کی ر الت کا انکار ہے بلکہ وعدہ الٰھی کا انکار ہے ،مقصد نلقت بشریت جو کہ عبادت کاملہ کے پورے انسانی معاشرے میں وجود میں،لاتا ہے اس مقصد کا انکار ہے

اور دوران غیبت میں ہمارا معاملہ دو مطلب سے خارج نہیں ہے یا یہ کہ ہم کلی طور پر امام زمانہ سے بے گانہ اور اجنبی ہو جائیں تو اس صورت میں کہ قیامت کے دن میں ہمیں اپنی حسرت کی انگلی مہنہ میں لیتے یہ کہنا ہو گا (یا حسرتا !علی ما فرّطنا فیھا) اے کاش ہم نے اس بارے میں کوتا ہی نہ کیا ہوتا ! ،یا تھوڑی بہت معرفت اور آشنائی امام کی اپنی اندر پیدا کریں ۔

اورامام زمانہ کی یہ معرفت جسے ہم نے مختصر انداز میں بیاں کیا آپ کی شکل وصورت دیکھے بغیر بھی حاصل کی جا تی ہے ، اسلئے ایک مؤمن منتظر کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنے وقت کی امام اور حجت خدا کی معرفت اور پہچان ہے کہ جسکے وجود کے بغیر زمین ایک لحظہ بھی اپنی جگہ ثابت نہیں رہ سکتی "لو خلت الأرض ساعة واحدة من حجة اللّه ،لساخت بأھلھا" (۱) اور بھی بہت سی روایات ہر زمانے میں امام زمانہ کے موجود ہونے کی ضرورت پر دلالت کرتی ہیں

۲: امام مہدی ؑ کی محبت

معرفت کا لازمہ محبت ہے یہ اس معنی میں کہ جب تک انسان کسی چیز کے بارے میں مکمل شناخت نہیں رکھتا اور اس کی خصوصیات کے بارے میں صحیح علم نہیں رکھتا اور اس کی عظمت وفضائل اسکے مقام و منزلت سے بے خبر ہو اس وقت اسکے ساتھ اپنے لگاو کا اظہار نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسکے اپنے دلی رابطہ اور علاقہ پیداکر سکتا ہے لیکن اس کے بر عکس انسان جس قدر کسی چیز کی عظمت ، خصوصیات ، فضائل اور حقیقت سے واقف ہو جائے تو خود بخود اس کی محبت اسکے دل میں آجاتی ہے ،اور اس کی طرف توجہ بڑھتی چلی جاتی ہے

----

(۱):- صدوق : کمال الدین ج : ۲ ص : ۲۰۴:- اعلام الوری

اور دلی رابطہ روز بروز اوردن بہ دن بڑھتا اور مظبوط ہوتا جاتا ہے -اور خدا ورسول (ص)اور ائمہ اطہارؑ کی محبت وہ شمع ہے جو انسان کے تاریک دلوں کو پاک و منور کر دیتا ہے ، اور انسانوں کو گناہوں وبرائیوں سے نجات دیتا ہے کیونکہ معرفت محبت کا ستون ہے اور محبت گناہوں سے بچنے کا عظیم ذریعہ اور تزیب وتزکیہ نفس کی شاہراہ ہے لہذا روایات معصومین میں زمانہ غیبت کے دوران امام عصر ارواحنا لہ الفداء کی محبت پر خاص توجہ دینے پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے چنانچہ رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں :''خداوند متعال نے شب معراج مجھ پر وحی کیا : اے محمدؐ ! زمین پر کس کو اپنی امت پر اپنا جانشین بناکے آیاہے ؟ جبکہ خدا کائنات خود بہتر جانتے تھے ،میں نے کہا پروردگارا اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کو .... اچانک میں نے علی ابن طالب ....اور حجت قائم کو ایک درخشان ستارے کی مانند انکے درمیان دیکھا عرض کیا پروردگارا یہ کون لوگ ہیں ؟ فرمایا یہ تمھارے بعد ائمہؑ ہیں اور یہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کر دے گا اورمیری دشمنون سے انتقام لے گا .اے محمد ! اسے دوستی کرو کیونکہ میں انکو اور ان سے دوستی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہوں

پس اگر چہ تمام معصومین کی محبت واجب ہے لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجت کی محبت خاص اہمیت اور خصوصیت کے حامل ہے اسیلئے آٹھویں امامؑ اپنے آباء و اجداد کے واسطے امام علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں ، آپ نے فرمایا :قال لی أخی رسول اللّه ....ومن أحبّ ان یلقی اللّه وقد کمل ایمانه وحسی اسلامه فلیتولّ الحجة صاحب الزّمان المنتظر ..[1] ''مجھ میرے بھای رسول خدل (ص)نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی سے مکمل ایمان اور نیک اسلام کے ساتھ ملاقات کا خوہاں ہے تو اسے چاہے کہ حضرت حجت صاحب الزمان کی ولایت کے پرچم تلے آجائے اور انھیں دوست رکھے لہذا منتظرین کی دوسری سب سے بڑی ذمہ داری امام عصر ارواحنا لہ فداء کی محبت کو اپنے اندر بڑھانا ہے اور ہمیشہ انکی طرف متوجہ رہنا ہے ، اور اسکے لیے مختلف ذریعے بیاں ہوئے ہیں ،ہم یہاں پر چند اہم موارد احادیث معصومین کی روشنی میں بیاں کرتے ہیں ۔

----

(۱):- کافی :ج۱ ،ص۱۷۹ اور الغیبة ،نعمانی ص ۱۴۱ اور کفایة الاثر ص ۱۶۳ -

الف: امام مہدیؑ کی اطاعت اور تجدید بیعت

امام زمانہ کی محبت کے من جملہ مظاہر اور آثار میں سے ایک ؛ حضرتؑ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا اور انکی بیعت کی ہمیشہ تجدید کرنا ہے ، اور یہ جاننا چاہیے کہ امام اور رہبر اسکے ہر چھوٹے بڑے کاموں سے مطلع اور اسکے رفتار و گفتار کو دیکھتے ہیں، اسکے اچھے اور نیک کاموں کو دیکھ کر انکے دل میں سرور آجاتا ہے جبکہ اسکے برے اور ناشائستہ کاموں کو دیکھ کر انکو دکھ ہوتا ہے ، اور دل غم وغصے سے بھر جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انکی رضا خدا اور رسول(ص) کی رضا ہے اور انکی کسی پر ناراضگی خدا و رسول(ص) کی ناراضگی ہے ، اور میرا ہر نیک عمل ہر اچھی گفتار اور ہر مثبت قدم اطاعت کی راہ میں روز موعود کو نزدیک کرنے میں موثر ثابت ہو گا ، اسی طرح میرا اخلاص ، دین ومذہب اور امام ایمان کی نسبت میرا احساس مسؤلیت؛ انکے ظہور میں تعجیل کا سبب بنے گا ۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ امام زمانہؑ کی اطاعت صرف اور صرف پیغمبر اکرم (ص) کی اطاعت اور انکے لائے ہوئے دین کی مکمل پیروی سے حاصل ہوتا ہے ، اور جب تک عملی میدان میں اطاعت نہ ہو محبت ومودت معنی نہیں رکھتا یا اگر اجمالی محبت دل میں ہو تو اسے آخری دم تک اطاعت کے بغیر محفوظ رکھنا بہت ہی دور کی بات ہے چنانچہ عربی ضرب المثل مشہور ہے (وانت عاصیُ إنّ المحب لمن یحبُّ مطیعُ) یعنی نافرمانی اور سرپیچی کے ساتھ تم کس طرح اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہو جبکہ جو جسے محبت کرتا ہے ہمیشہ اسی کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

اسیلئے صادق آل محمد نے فرمایا ہیں : مَنْ سُرَّ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْيَنْتَظِرْ وَ لْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ وَ هُوَ مُنْتَظِرٌ فَإِنْ مَاتَ وَ قَامَ الْقَائِمُ بَعْدَهُ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهُ فَجِدُّوا وَ انْتَظِرُوا هَنِيئاً لَكُمْ أَيَّتُهَا الْعِصَابَةُ الْمَرْحُومَةُ (۱)

----

(۱):- الصراط المستقیم ج : ۲ ص : ۱۴۹

جو شخص چا تا ہے ،کہ امام زمانہ کے ا اب میں سے ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ انتظار کرئے اور اتھ اتھ تقوی وپرہیزگاری اختیار کرے اور نیک اخلاق اپنائے اسی طرح آپ سے ہی دعائے ٤ ر کے یہ فقرات نقل ہوئے یں :"اللّھم انّی اجدد لہ فی صبیحۃ یوم ہذا وما شت فی ایامی .... " خدایا ! میں تجدید (٤ ر) کرتا ہوں ہے ،آج کے دن کی صبح اور جتنے دنوں مین زندہ رہوں اپنے عتر وبیعت کی جو میرے گردن میں ہے میں اس بیعت سے نہ پلٹوں گا اور ہمیشہ تک اس پہ ثابت قدم ہوں گا ، خدایا مجھ کو ان کے اعوان وانصار اوران سے دفاع کرنے والوں میں سے قرار دئے .....

بلکہ متعدد روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے ، کہ اہل بیت اطہارؑ کی نسبت جو ٤ ر وپیمان اپنے ماننے والوں کی گردن پر لیا ہے، وہ چھاردہ معصومینؑ کی اطاعت حمایت اور ان سے محبت کا وعدہ ہے

چنانچہ خود امام زمانہؑ نے جناب شیخ مفید کو لکھے ہوئے امے میں فرما یں :" و لو أن أشياعنا وفقهم الله لطاعته على اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعهد عليهم لما تأخر عنهم اليمن بلقائنا و لتعجلت لهم السعادة بمشاهدتنا على حق المعرفة و صدقها منهم بنا فما يحبسنا عنهم إلا ما يتصل بنا مما نكرهه و لا نؤثره منهم و الله المستعان و هو حسبنا و نعم الوكيل و صلاته على سيدنا البشير النذير محمد و آله الطاهرين و سلم [1] "اگر ہمارے شیعہ اللہ تعالی انھیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے ،ایک دل اور متحد ہو کر ہمارے اتھ باندھے گئے ٤ ر وپیمان کو وفا کر تو ہمارے احسان اور ہماری ملاقات کا شرف وفیض ان سے ہرگز مؤخر نہ ہو : اور بہت جلد کامل معرفت اور سچی پہچان کے اتھ ہمارے دیدار کی سعادت انکو نصیب ہوتی ،اور ہمیں شیعوں سے صرف اور صرف انکے ایک گروہ کی کردار نے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کردار ہمیں پسند نہیں اور ہم ان سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتے تھے ،پروردگار عالم ہمارا بہترین مددگار ہے اور وہی ہمارے لیئے کافی ہے ۔

----

(١):- مجلسی بحار انوار ،ج٥٣ ،ص ١٤٠ -

پس حضرت حجت علیہ السلام کے اس کلام سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل بیت اطہارؑ کے چاہنے والوں سے جس چیز کا عہد و پیمان لیا ہے ،وہ انکی ولایت ؛اطاعت؛ حمایت اور محبت ہے ۔

اور جو چیز امام زمانہ کی زیارت سے محروم ہونے اور انکے ظہور میں تاخیر کا سبب بنی ہے وہ انکے ماننے والوں کے آنجناب کی اطاعت اور حمایت کے لیے آمادہ نہ ہونا ہے ،اور یہی اطاعت اور حمایت ظہور کے شرائط میں سے ایک اہم شرط ہے ۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر المومنین فرماتے ہیں : ''إعلموا أنّ الأرض لاتخلو من حجة للّه عزوجل ولکنّ اللّه سیعمی خلقه عنها بظلمهم وجورهم وإسرافهم علی انفسهم [1] جان لو زمین ہرگز حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی۔لیکن عنقریب پروردگار عالم لوگوں کے ظلم وجور اور اپنے نفسوں پر اسراف کرنے کی وجہ سے انھیں انکی زیارت سے محروم کر دئے گا ۔

پس ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منتظرین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری صاحب العصر والزمان کی اطاعت اور تجدید بیعت ہے اوریہی شرط ظہور اور محبت کی شاہراہ ہے کہ جسکے بغیر حقیقی اور کامل محبت حاصل نہیں ہوتی ۔

ب: امام مہدی کی یاد

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے بلند مقام کی شناخت اور انکی مودّت ومحبت کو اپنے دل میں پیدا کرنے اور اسے رشد دینے کے لیئے ضروری ہے کہ ہمیشہ آنحضرت کو یاد کریں ،اور انکی طرف متوجہ رہیں یعنی بہت زیادہ توجہ رکھنا چاہیے اور یقینی طور پر یہ اثر رکھتا ہے ،کیونکہ مسلّم طور پر اگر کوئی اپنی روح ایک چیز کی طرف متوجہ رکھے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس چیز کے ساتھ رابطہ برقرار نہ ہو ۔

(ا):- طبرسی - الاحتجاج ج : ۲ ص : ۴۹۹ -

اسی طرح اگر آپ نے اما م زمانہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا تو خود یہ کثرت توجہ ؛روحی کشش ایجاد کر دیتی ہے البتہ استعداد اورظرفیت کی حفاظت اور شرائط کے ساتھ توجہ اپنا اثر خود بخود چھوڑتاہے اور روایات کے تاکید بھی اسی لحاظ سے ہے ،کہ یہ توجہ اور یاد لا محالہ متوجہ اور متوجہ الیہ کے درمیان رابطہ پیدا کر دیتی ہے اور وقت گزر نے کے ساتھ یہ رابطہ شدت اختیار کرلیتا ہے اور پہلے سے زیادہ مؤثر ہوتا جاتا ہے اور ہمیں بھی آج سے ا کی تمرین کرنا چاہیے اور کم سے کم چوبیس گھنٹوں میں دو وقت صبح اوررات کے وقت اپنے دل کو حضرت بقیۃ اللہ اعظم ارواحنا لہا لفداءکی طرف متوجہ کریں چنانچہ معصومین نے بھی ایک نماز صبح کے بعد دعاء پڑھنے دوسرا نماز مغربین کے بعد اس دعا کو پڑھنے کا حکم دیا ہے السلام عليك فی الليل اذا يغشى والنهار اذا تجلی ''سلام ہو تجھ پر جب رات کی تاریکی چھا جائے اورجب دن کا اجالا پھیل جائے[1] اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے :جو شخص اس عہد نامہ کو چالیس صبح پڑھے گا وہ حضرت قائم علیہ السلام کے مددگاروں میں سے شمار ہو گا اور اگر وہ شخص انکے ظہور سے پہلے مر جائے تو اللہ تعالی اسے امامؑ کی خدمت کے لیئے مبعوث کرئے گا اور اسے ہر کلمہ کے عوض میں ہزار نیکیاں مرحمت فرمائیگا اور ہزار گناہ محوکرے گا[2] اسی طرح ہر روز جمعہ کو امام زمانہ کی تجدید بیعت کرنا مستحب ہے نہ صرف ہم آسمانی فرشتے بھی جمعہ کے دن بیت المعمور پرجمع ہوتے ہیں اور ائمہ معصومینؑ کے تجدید بیعت کرتے ہیں۔

اور امام عصرؑ کے ساتھ اس روحی اور دلی توجہ کو مستحکم کرنے اور انکی یاد کو مؤثر بنانے کےلیئے کچھ طریقہ کار بھی ہمیں بتائے ہیں ہم ان میں سے بعض موارد یہاں ذکر کرتے ہیں ۔

----

(۱):- نعمانی :الغیبۃ،باب ۱۰ ،ص ۱۴۱ ۔

(۲):- پیام اما زمانہ :ص ۱۸۸ ، آیۃاللہ وحید خراسانی کے اما م زمانہ کے متعلق تقریر کا ایک حصہ ۔

۱: امام مہدیؑ کی نیابت میں صدقہ دینا اور نماز پڑھنا

امام زمانہ کی محبت کو بڑھانے اور انکی یادکو زندہ رکھنے اور اپنی دلی توجہ کو متمرکز کرنے کے لیئے ایک بہت ہی اہم ذریعہ انکی نیابت میں صدقہ دینا اور نماز پڑھنا بلکہ ہر نیک کام جس میں خدا کی رضا ہو انجام دینا ہے۔ہماری ان سے دلبستگی وتوجہ اور انکی اطاعت وپیروی ایسی ہونی چاہیے جس طرح خدا و رسولؐ اور خود امام زمانہؑ اور انکے اجداد طاہرینؑ ہم سے چاہتے ہیں ہم جب بھی نماز حاجت بجالائے یا صدقہ دیں تو آنجناب کی حاجتوں کو اپنے حاجتوں پر مقدم اور انکی نیابت میں صدقہ دینے کو اپنے اوپر اور اپنے عزیزوں کے اوپر صدقہ دینے پر مقدم رکھنا چاہیے ،اور اپنے لیئے دعا کرنے سے پہلے انکے سلامتی اور تعجیل ظہور کے لیے دعا کرنی چاہیے،اسی طرح ہر نیک عمل جو انکے وفاء کا سبب بنتا ہے اپنے کاموں پر مقدم کرئے تاکہ آنحضرت بھی ہماری طرف توجہ کرئے اور ہم پر احسان کرئے [۱] اور اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرور کائنات(ص) فرماتے ہیں : "کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنی ذات سے زیادہ مجھ سے اور اپنی خاندان سے زیادہ میری خاندان کو نہیں چاہتا ہو ، اسی طرح اسکے نزدیک اپنی عترت سے زیادہ میری عترت اور اپنی ذات سے زیادہ میری ذات عزیزتر نہ ہو - اسی طرح متعدد روایات میں ائمہ معصومینؑ کو صلہ دینے کے بارے میں آیا ہے ،کہ ایک درہم امام کو صلہ میں دینا دوملین درہم دیگر کار خیر میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔؛ یا کسی اور روایت میں آیا ہے ایک درہم جو اپنے امام کو دئے اسکا ثواب اُحد کی پہاڑی سے بھی سنگین ہے یَا مَیَّاحُ دِرْهَمٌ يُوصَلُ بِهِ الْإِمَامُ أَعْظَمُ وَزْناً مِنْ أُحُدٍ [۲] اسی طرح امام کے نیابت میں حج بجا لانے؛ زیارت پر جانے ،اعتکاف پر بیٹھنے ،اور صدقہ دینے کی تاکید کیا گیا ہے ۔ یقینا ان کاموں کا ایک اہم مقصد اورہدف اما م زمانہ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل ودماغ میں زندہ رکھنا اوران سے اپنی قلبی و روحی توجہ کو تقویت دینا اور ان کی محبت میں اضافہ کرنا ہے ، دوسری عبارت میں یہ کہ ایک حقیقی منتظر کی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر چیز میں اپنے امام کو یاد رکھے اور انکو کبھی یاد سے جانے نہ دئے ۔

----

(۱):- مجلسی :ج ۱۰۲ ،ص ۱۱۱ —مصباح الزائر ص ۲۳۵ -

(۲):- کشف المحجہ : فصل ۱۵۰، ص ۱۵۱ -

۲: انکے فراق کی داغ میں ہمیشہ غمگین رہنا .

بعض مؤمنین بھی امام زمانہؑ کی غیبت کے دوران کو یاد کر ہوئے انکے شوق دیدار میں آنسو بہا تھے اور ان سے زیارت کی تمنا کر تھے اپ نیک امام زمانہ کی فراق میں مہموم و غمگین رہنا مومن کی نشانیوں میں سے شمار کیا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین اپنے حقیقی چاہنے والوں کی اوصاف اور نشانیا ں یوں بیاں فرما یں

''ومن الدلائل ان یُری من شوقه مثل السقیم وفی الفؤاد غلائلُ

ومن الدلآئل ان یری من اُنسه مستوحشاً من کل ما هو مشاغلُ

ومن الدلآئل ضحکه بین الوری والقلب مخزون کقلب الثاکل "

انکی نشانیوں، میں سے ایک یہ ہے کہ شدت شوق کی وجہ سے بیمار جیسے نظر آئیں گئے جبکہ انکا دل درد سے پھ رہا ہو گا ۔

انکی دوسری نشانی یہ ہے کہ اپنے محبوب کے اُنس میں اس طرح نظر آئیں گئے کہ ہر وہ چیز جو ا یں محبوب سے دور کر دیتی ہے اس سے بھاگ جا ہونے ۔

اور تیسری نشانی یہ ہے کہ دیکھنے میں خندان نظر آئیں گئے جبکہ انکا دل اس شخص کی طرح محزون و مغموم ہو گا جسکا جوان بیٹا اس دنیا سے فوت کرگیا ہو ۔

لیکن خ وصیت کے اتھ امام ولی عصرؑ کی فراق وجدائی اور انکے مقدس قلب پر جو مصیبتین گزر تی یں انکو یاد کر ہوئے آنسوبہانا گریہ وزاری کرنے کی بہت اری فضیلت بیاں ہوئی ہے ،اور واقعی اور حقیقی مؤمن کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے چنانچہ۔ چھٹے امام اس بارے میں فرما یں : إِيَّاكُمْ وَ التَّنْوِيهَ أَمَا وَ اللَّهِ لَيَغِيبَنَّ إِمَامُكُمْ سِنِيناً مِنْ دَهْرِكُمْ وَ لَتُمَحَّصُنَّ حَتَّى يُقَالَ مَاتَ قُتِلَ هَلَكَ بِأَيِّ وَادٍ سَلَكَ وَ لَتَدْمَعَنَّ عَلَيْهِ عُيُونُ الْمُؤْمِنِينَ (۱) ''

----

(۱):- کلینی :اصول کافی،ج ۲ ،ص ۱۵۶ — اور،ج ۱ ص ۵۳۸ -

اے مفضل خدا کی قسم تمھارے امامؑ الوں ال پردہ غیب میں ہونے اور تم لوگ سخت امتحان کا شکار ہوگا یہاں تک ا نکے بارے میں کہا جاے گا کہ وہ فوت کر گیا ہے یا انھیں قتل کیا گیا ہے ؟ ...لیکن مؤمنین انکی فراق میں گریاں ہونے.......

کسی دوسرے حدیث میں جسے جناب شیخ صدوق نے سدیر صیرفی سے روایت کی ہے ،کہتے ہیں : قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عَلَى مَوْلَانَا أَبِی عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ع فَرَأَيْنَاهُ جَالِساً عَلَى التُّرَابِ وَ عَلَيْهِ مِسْحٌ خَيْبَرِيٌّ مُطَوَّقٌ بِلَا جَيْبٍ مُقَصَّرُ الْكُمَّيْنِ وَ هُوَ يَبْكِی بُكَاءَ الْوَالِهِ الثَّكْلَى ذَاتَ الْكَبِدِ الْحَرَّى قَدْ نَالَ الْحُزْنُ مِنْ وَجْنَتَيْهِ وَ شَاعَ التَّغَيُّرُ فِی عَارِضَيْهِ وَ أَبْلَى الدُّمُوعُ مَحْجِرَيْهِ وَ هُوَ يَقُولُ سَيِّدِی غَيْبَتُكَ نَفَتْ رُقَادِی وَ ضَيَّقَتْ عَلَيَّ مِهَادِی وَ أَسَرَتْ مِنِّی رَاحَةَ فُؤَادِی (۱) ایک دن میں؛ مفضل بن عمیر ؛ابو بصیراور ابان بن تغلب ہم سب مولا امام صادق کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو آپکو اس حالت میں دیکھا کہ آپ فرش کو جمع کرکے خاک پر تشریف فرما ہیں ، جبہ خیبری زیب تن کیئے ہوئے ہیں -جو عام طور پر مصیبت زدہ لوگ پہنتے ہیں -چہرہ مبارک پر حزن واندوہ کی آثار نمایاں ہیں اور اس شخص کی مانند بےتابی سے گریہ کر رہے ہیں کہ جس کا جوان بیٹا فوت کر چکا ہو ،آنکھوں سے آنسوں جاری ہے ،اور زبان پر فرما رہے ہیں اے میرے دل کا سرور تیری جدائی نے میرے آنکھوں سے نیند اڑا لی ہے اور مجھ سے چین چھین لی ہے ،اے میرے سردار تیری غیبت نے میری مصیبتوں کو بے انتہا کر دی ہے ....روایت بہت ہی طولانی ہے اور بہت ہی ظریف نکات بھی موجود ہیں جو چاہتے ہیں تو مراجعہ کریں

پس ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ بھی امام زمان علیہ السلام کی غیبت سے نگران اور انکے شوق دیدار میں بے تاب وگریاں تھے۔

----

(۱):- کلینی :اصول کافی ،ج۱ ،ص ۳۳٦۔ باب غیبت - ---- کمال‌الدین ج : ۲ ص ۳۵: بحارالانوار ج : ۵۱ ص : ۲۱۹

۳ : علوم و معارف اہل بیت کو رواج دینا

علوم ومعارف اہل بیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت اور ترویج؛حقیقت میں اہل بیت اطہار کے امر کی احیا کرنے کے مصادیق میں سے ہے جس کے بہت تاکید کیا گیا ہے''اور منتظرین کی ایک اہم ذمہ داریوں میں سے بھی ہےجس طرح روایت میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے آپ فرماتے ہیں:تَزَاوَرُوا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِكُمْ إِحْيَاءً لِقُلُوبِكُمْ وَ ذِكْراً لِأَحَادِيثِنَا وَ أَحَادِيثُنَا تُعَطِّفُ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فَإِنْ أَخَذْتُمْ بِهَا رَشَدْتُمْ وَ نَجَوْتُمْ وَ إِنْ تَرَكْتُمُوهَا ضَلَلْتُمْ وَ هَلَكْتُمْ فَخُذُوا بِهَا وَ أَنَا بِنَجَاتِكُمْ زَعِيمٌ ایک دوسرے کی ملاقات کرو، زیارت پر جاو چونکہ تمھارے ان ملاقاتوں سے تمھارے قلوب زندہ اورہماری احادیث کی یاد آوری ہوتی ہے،اور ہماری احادیث تمھارے ایک دوسرے پررحم کرنے ہونے کا سبب بنتی ہیں پس تم نے ان احادیث کو لے لیا اور اس پر عمل کیا تو تم کامیاب ہو جاؤ گے نجات پاؤ گے اور جب بھی اس پر عمل ترک کیا چھوڑ دیا ہلاک ہو جاؤ گے ،پس ان احادیث پر عمل کرو میں تمھاری نجات کی ضمانت دونگا ''[1]اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں ابن شعبہ حرانی نے چھٹے امام سے نقل کیا ہے آپ منتظرین کی توصیف میں فرماتے ہیں:وفرقة احبّونا وحفظوا قولنا ،واطاعو أمرنا ولم يخالفوا فعلنا فاولئك منّا ونحن منهم[2]اور ایک گروہ وہ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے،ہمارے کلام کی حفاظت کرتا ہے،ہمارے امر کی اطاعت کرتا ہے اور ہماری سیرت اور فعل کی مخالفت نہیں کرتا ہے، وہ ہم سے ہے اور ہم ان سے ہیں عصر غیبت میں امام زمانہ کی بہترین خدمت جس کی امام صادق علیہ السلام تمنا کرتے تھے ، علوم اہل بیت کی نشر و اشاعت انکی فضائل ومناقب کو لوگوں تک پہنچانا ہے ، جو حقیقت میں دین خدا کی نصرت ہے جس کے بارے میں پروردگار عالم خود فرماتا ہے وَ لَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

[3]بے شک اللہ اس کی مدد کرے گا جو اس کی نصرت کرے اور بتحقیق خداوند عالم صاحب قدرت اور ہر چیز پر غلبہ رکھنے والاہے

----

(۱):- وسائل الشیعۃ ج : ۱۲ ص : ۳۴۶ بحارالانوار ج : ۷۱ ص : ۳۵۸

(۲):- تحف العقول :ص ۵۱۳ :اور بحار انوار :ج۷۵، ص ۳۸۲ -

(۳):- سورہ حج ۴۰ -

۴:فقیہ ا ۔بیۃ ؑ کی اطاعۃ اور پیروی

امام زمانہ ؑ کی غیبت سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ پروردگار عالم نے اس امت کو اپنے آپ پر چھوڑ دیا ہو یا انکی ہدایت ورہبری کا کچھ انتظام نہیں کیا ہو ؟،یہ اسلئے کہ اگر چہ حکمت الٰھی کی بنا پر حجت خدا لوگوں کے عادی زندگی سے مخفی ہیں ،لیکن آپکی نشانیاں اور آثار اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہے (بنفسی انت من مغیبٍ لم یخل منّا ، بنفسی انت من نازحٍ ما نزح عنّا) [۱] ''قربان ہوجاوں آپ پر پردہ غیبت میں ہیں لیکن ہمارے درمیاں ہے ،فدا ہو جاوں آپ پر ہماری آنکھوں سے مخفی ہیں لیکن ہم سے جدا نہیں ہے ''

اسیلئے معصوم ؑ فرما تے ہیں :وإن غاب عن الناس شخصه فی حال هدنة لم یغب عنهم مثبوت علمه [۲] ''اگر چہ غیبت کے دوران انکی شخصیت لوگوں کی نظروں سے مخفی ہونگی [۳] لیکن انکے علمی آثار اہل بصیرت پر عیاں ہوں گے ۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ خود امام لوگوں کے حالات سے آگاہ ہیں اور جو علوم علماء اور فقہاء کے نزدیک احادیث اور سیرت کی صورت میں موجود ہیں وہ بھی انکے ہی آثار ہیں- لوگ اگر چہ انکے نورانی چہرے کی زیارت سے محروم ہیں اور مستقیم انکی اطاعت نہیں کر کتے لیکن انکے نائب عام ؛ ولی فقیہ اور علماء کی اطاعت کے ذریعے اپنے امام کی اطاعت کر سکتے ہیں ،کہ جنکی اطاعت کا خود معصومین علیہم السلام نے حکم دیا ہے '' ''فَأَمَّا مَنْ کَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِناً لِنَفْسِهِ حَافِظاً لِدِینِهِ مُخَالِفاً عَلَی هَوَاهُ مُطِیعاً لِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِّ أَنْ یُقَلِّدُوهُ [۴]. اور فقہامیں سے وہ فقیہہ جو اپنے دین کا پابند ہو، نفس پر کنٹرول رکھتا ہو ، نفسانی خواہشات کے تابع نہ ہو، اور اپنے مولا کے فرمان بردار ہو تو انکی اطاعت اور پیروی(تقلید)سب عوام پر واجب ہے ۔

----

(۱):- دعای ندبہ کا ایک فقرہ -

(۲):- صافی گلپائی گانی :منتخب الاثر ،ص ۲۷۲ -

(۳):- البتہ واضح رہے یہ غیبت کے پہلی معنی کی بنیاد پر ہے

(۴):- مجلسی :بحار الانوار،ج۲ ،ص ۸۸ - و أ الشیعة ج : ۲۷ ص : ۱۳

۔ یا خود امام زمانہ علیہ الصلاۃ والسلام اس بارے فرما -یں : أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا إِلَى رُوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَ أَنَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْهِم (۱) اور درپیش مسأ میں ہمارے احادیث کے جاننے والے (فقہاء) کی ط-رف مراجع-ت کریں ،جس طرح میں ان پر حجت ہوں اسی طرح وہ تمھارے اوپر میری جانب سے حجت یں یعنی اگر حجت خدا غیبت میں یں ت-و لوگوں کوبغیر حجت کے رہا یں کیا گیا ہے۔،بلکہ فقہاء ان پر حجت یں انکی پیروی خدا اورسولؐ کی پیروی ہے ۔

فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ عَلَيْكُمْ حَاكِماً فَإِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا فَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ فَإِنَّمَا اسْتَخَفَّ بِحُكْمِ اللَّهِ وَ عَلَيْنَا رَدَّ وَ الرَّادُّ عَلَيْنَا الرَّادُّ عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلَى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللَّه. ''(۲) اور ہم نے انھیں تمھارے اوپر حاکم بنایا ہے ،پس وہ(فقیہ)جو کم دیتا ہے وہ ہمارے کم سے دیتا ہے جو ان سے تبول نہ کرئے تو گویا اسنے کم خدا کی بے اعتنائی کہ ہے ،اور ہمیں رد کیا ہے اور جو ہمیں رد کرے اسنے خدا کو رد کیا ہے جو حقیقت میں خدا سے شرک لانے کی حد میں ہے یعنی انکی ناافرمانی ہمارے ناافرمانی ہے اورہماری ناافرمانی خدا کی ناافرمانی اور خدا کی ناافرمانی شرک ہے اور اھ بیتؑ نے اپنے ماننے وا لے ش-یعوں ک-و ابل-یس اور اسکے کارندوں کی شر سے بچا کر رکھنے اور انکے عقیدتی و ایمانی حدود کی نہبانی کو علماء ،فقہاء کی سب سے بڑی ذمہ داری بت-ائی ہے اور فرمایا ہے : علماء شيعتنا مرابطون فى الثغر الذى يلى إبليس و عفاريته يمنعونهم عن الخروج على ضعفاء شيعتنا و عن أن يتسلط عليهم إبليس و شيعته النواصب ألا فمن انتصب لذلك من شيعتنا كان أفضل ممن جاهد الروم و الترك و الخزر ألف ألف مرة لأنه يدفع عن أديان محبينا و ذلك يدفع عن أبدانهم ''(۳) ہمارے شیعوں کے علم-اء ان حدود کے محا اور نہبان یں کہ ان حدود سے گزر کر شیطان اور اسکے کارندے اور پیروان داخ ہو یں اوریہ علم-اء ہم-ارے کمزور شیعوں پر شیطان کے غلبہ آنے اور انھیں بے ایمانی کی طرف سوق دینے سے بچا یں ،

----

(۱):- '''''' ''''''''ج ۵۳ ،ص ۱۸۱ - الغیبۃللطوسی ص : ۲۹۱

(۲):- کلینی :اصول الکافی ج : ۱ ص :۶۷ - تہذیب‌الاحکام ج : ۶ ص : ۲۱۸

(۳):- الصراط المستقیم :ج ۳ ،ص۵۵ ، الاحتجاج ج : ۲ ص۳۸۵ : عوالی اللئالی ج ۱ ص ۱۸ .

آگاہ رہو جو شخص ہمارے شیعوں میں سے اس ذمہ داری کو ادا کرے ا کی فضیلت اسلام کے تمام دشمنوں سے جنگ کرنے والے مجاہدین سے ہزار ہا ر زیادہ ہے چونکہ علماء ہمارے ماننے والے محبین کے دین اور عقیدے کی دفاع اور محافظت کرتے ہیں جبکہ مجاہدین انکے بدن اور جسم کی دفاع کرتے ہیں'' اور قیامت کے دن پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا کہاں ہے یتیمان آل محمد کی کفالت کرنے والے جو انکی غیبت کے دوران انکی کفالت کرتے تھے (يُنَادِي مُنَادِي رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ أَيُّهَا الْكَافِلُونَ لِأَيْتَامِ آلِ مُحَمَّدٍ(ص) النَّاعِشُونَ لَهُمْ عِنْدَ انْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمُ الَّذِينَ هُمْ أَئِمَّتُهُم (۱)

پس ائمہ اطہار کے ان نورانی کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر غیبت میں فقہاء ؛ علماء اور خصوصاً ولی امر مسلمین کے ان کے نزدیک کیا حیثیت ہے اور انکا کہنا نہ ماننا انکے حق میں جفا اور امام کے نزدیک انکے مقام کا خیال نہ رکھنا اس شخص کو کس مقام میں لا کر کھڑا کردیتا ہے اگر چہ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہم میں سے بعض خواستہ یا ناخواستہ دشمن کے غلط پروپگنڈوں کی زد میں آکر امام زمانہ کے مطیع نمائندوں کے خلاف ناحق زبان کھولنے اور گستاخی کرنے کی جرئت کرتے ہیں جبکہ شیطان اور پیروان شیطان اپنی تمام تر طاقتوں سمیت یہ کوشش کررہے ہیں کہ انھی پروپگنڈوں اور افواہوں کے ذریعے مجھ جیسے کمزور مؤمنین کو علماء سے فقہاء سے دور کیا جائے تاکہ انھیں دین اور ایمان کے دائرے سے نکالنا آسان ہو جائے ، اور ہم خود بھی جانتے ہیں کہ جو لوگ علماء اور ولایت فقیہ سے جدا ہوتے ہیں حقیقت میں وہ دین اور صراط مستقیم سے جدا ہوتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔نعوذ باللہ من ذلک - خدا ہمیں بچا کے رکھے -

پس ان روایات سے معلوم ہوتا ہے عصر غیبت میں منتظرین کی ایک اور اہم ذمہ داری علماء ،فقہاء کی اطاعت اورفرمان برداری اور خصوصیت کے ساتھ ولی امر مسلمین کے فرمان پر لبیک کہنا اور انکے نقش قدم پر چلنا ہے ۔جو کہ حقیقت میں خط ولایت کے ساتھ متمسک رہنا اور صراط مستقیم پر چلنا ہے - خدایا! ہمیں ہر دور میں اپنی حجت کو تشخیص دینے اور انکی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرما - آمین !ثم آمین!

----

(۱):- الصراط المستقیم ج : ۳ ص۵

۵: برادران ایمانی کے ساتھ ہمدردی اور معاونت

ائمہ معصومین کے ارشادات کے مطابق ہر دور کے امام کو اپنے ماننے والے مؤمنین پر ایک مہربان اور فداکار باپ کی حیثیت حاصل ہے ، اور تمام مؤمنین کو انکے فرزندی کا شرف حاصل ہے اور یہی وجہ ہے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے دوران غیبت میں مؤمنین کو ایتام آل محمد سے پکارا گیا ہے ، يُنَادِي مُنَادِي رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ أَيُّهَا الْكَافِلُونَ لِأَيْتَامِ آلِ مُحَمَّدٍ ص النَّاعِشُونَ لَهُمْ عِنْدَ انْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمُ الَّذِينَ هُمْ أَئِمَّتُهُم (۱) اورکسی مؤمن بھائی کے ساتھ احسان وہمدردی ، اسکے ساتھ تعاون کرنے کو امام زمانہ کے ساتھ تعاون کرنے اور انکے حق میں ہمدردی سے پیش آنے اسی طرح کسی مؤمن بھائی کے حق کشی ، اسکے ساتھ بے دردی وبے اعتنائی سے پیش آنے کو امام زمانہؑ پر ظلم وجفا اور انکے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آنے کے برابر شمار کیا گیا ہے ۔

لہٰذا منتظرین کی ایک اور بہت ہی اہم ذمہ داری عصر غیبت میں ہر ممکنہ راستوں سے برادران ایمانی کے معاشتی ،سماجی ،اجتماعی اقتصادی ، معنوی اور دیگر مختلف قسم کے مشکلات اور گرفتاریوں کو حل کرنے اور انکی ضروریات پورا کرنے کے لیے جد وجہد کرنا ہے - چنانچہ اسی اجتماعی ذمہ داری کی اہمیت اور اس پر عمل کرنے والوں کی خدا و رسول اور انکے حقیقی جانشین کے نزدیک قدر ومنزلت کو بیان کرتے ہوئے جناب شیخ صدوق نے سورہ عصر کے تفسیر میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں : (والعصر انّ الإنسان لفى خسر) میں عصر سے مراد قائم کے ظہور کا زمانہ ہے اور(إنّ الإنسان لفى خسر) سے مراد ہمارے دشمن ہیں اور (إلاّ الذين آمنوا)سے مراد وہ مؤمنین ہیں جنہوں نے ہماری آیات کے زریعے ایمان لائیں ہونے - اور (وعملوا الصالحات)یعنی برادران دینی کے ساتھ ہمدردی اورتعاون کرتے ہیں (وتواصوا بالحق)یعنی امامت اور (وتواصوا بالصبر)

----

(۱):- مستدرک الوسائل :ج ۱۷ ص ۳۱۸

زمانہ فترت یعنی وہی غیبت کا زمانہ ہے (جس میں امام غائیب پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اس راہ مین پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرتے ہیں) [1] یعنی اس سورہ مبارکہ میں ثبات یافتہ مؤمنین سے مراد وہ مؤمنین ہیں جنھوں نے دوران غیبت مختلف ہیں اپنے مالی ،معنوی استطاعت کے زریعے پسماندہ ،بے کس اور ناتوان مؤمنین کے ہم دم اور فریاد رس رہے ہیں ۔

اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں امام صادق اور امام کاظم دونوں سے روایت ہے فرماتے ہیں : مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى زِيَارَتِنَا فَلْيَزُرْ صَالِحَ إِخْوَانِهِ يُكْتَبْ لَهُ ثَوَابُ زِيَارَتِنَا وَ مَنْ لَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَصِلَنَا فَلْيَصِلْ صَالِحَ إِخْوَانِهِ يُكْتَبْ لَهُ ثَوَابُ صِلَتِنَا [2] "جو شخص ہم اہل بیت سے تعاون کرنے یا صلہ کرنے سے معذور ہو اسے چاہیے ہمارے چاہنے والوں کے ساتھ نیکی اور تعاون کرے تو اسے ہمارے ساتھ تعاون کرنے اور نیکی کرنے کا ثواب عطا ہو گا،اسی طرح اگر ہماری زیارت سے محروم ہیں تو ہمارے دوستوں اوراللہ کے صالح بندوں کی زیارت کریں تو خدا اسے ہماری زیارت کرنے کا ثواب عطا کرے گا

چنانچہ اما م موسی کاظم سے روایت ہے فرماتے ہیں : مَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ فَإِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَاقَهَا إِلَيْهِ فَإِنْ قَبِلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَصَلَهُ بِوَلَايَتِنَا وَ هُوَ مَوْصُولٌ بِوَلَايَةِ اللَّهِ وَ إِنْ رَدَّهُ عَنْ حَاجَتِهِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَ کی ولایت خدا کی ولایت سے متصل ہے)لیکن اگر اسے رد کر لے جبکہ وہ اس شخص کی حاجت پورا کرنے کی توانائی رکھتا ہو تو پروردگار يْهِ شُجَاعاً مِنْ نَارٍ يَنْهَشُهُ فِي قَبْرِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَغْفُوراً لَهُ أَوْ مُعَذَّباً فَإِنْ عَذَرَهُ الطَّالِبُ كَانَ أَسْوَأَ حَالا [3] "کسی کے پاس اسکا مؤمن بھائی کوئی نہ کوئی حاجت لے کر آئے تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ خدا کی طرف سے رحمت ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے پس اس حالت میں اگر ا کی حاجت پوری کر دے تو اسے ہماری ولایت کے ساتھ متصل کیا ہے اور بے شک اسے خدا کی ولایت حاصل ہوئی ہے (چونکہ اہل بیت اطہار کی ولایت خدا کی ولایت کا ایک حصہ ہے لہٰذا جو اہل بیت اطہار کی ولایت کے دائرے میں داخل ہو جائے وہ خدا کی ولایت میں آگیا ہے)

----

(۱):- صدوق : اکمال الدین:ج۲ ،ص ۶۵۶ ۔

(۲):- طوسی ،تہزیب ج ۶ ،ص۱۰۴ اور کامل زیارات :ص ۳۱۹ ۔

(۳):- کلینی: اصول الکافی ج : ۲ ص :۶ ۱۹

لیکن اگر اسے رد کر دے جبکہ وہ اس شخص کی حاجت پورا کرنے کی وات ائی رکھتا ہو تو پروردگار عالم اسکے قبر میں آگ سے بنائے ہوئے ایک انپ کو اس پر مسلط کرئے گا جو تیا ت تک اسے ڈنستا رہے گا چاہیے اسے خدا معاف کرے یا نہ کرے اور تیا ت کے دن صاحب حاجت اسکا عذر تبول نہ کرے تو ا کی حالت پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو جائے گی۔

اسی طرح متعدد روایات میں کسی مومن بھائی کی حرت کا خیال نہ رکھنا اسکے اتھ نیک برتاؤ سے پیش نہ آنا اور اسکے اتھ تعاون نہ کرنا ائمہ علیہم السلام کے اتھ تعاون نہ کرنے اور ان مقدس ذوات کی بے حرمتی کرنے کے برابر اجنا گیا ہے چنانچہ ابو ہارون نے چھٹے امام سے نقل کیا ہے کہتا ہے : قَالَ قَالَ لِنَفَرٍ عِنْدَهُ وَ أَنَا حَاضِرٌ مَا لَكُمْ تَسْتَخِفُّونَ بِنَا قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ خُرَاسَانَ فَقَالَ مَعَاذٌ لِوَجْهِ اللَّهِ أَنْ نَسْتَخِفَّ بِكَ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِكَ فَقَالَ بَلَى إِنَّكَ أَحَدُ مَنِ اسْتَخَفَّ بِي فَقَالَ مَعَاذٌ لِوَجْهِ اللَّهِ أَنْ أَسْتَخِفَّ بِكَ فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ أَ وَ لَمْ تَسْمَعْ فُلَاناً وَ نَحْنُ بِقُرْبِ الْجُحْفَةِ وَ هُوَ يَقُولُ لَكَ احْمِلْنِي قَدْرَ مِيلٍ فَقَدْ وَ اللَّهِ أَعْيَيْتُ وَ اللَّهِ مَا رَفَعْتَ بِهِ رَأْساً وَ لَقَدِ اسْتَخْفَفْتَ بِهِ وَ مَنِ اسْتَخَفَّ بِمُؤْمِنٍ فِينَا اسْتَخَفَّ وَ ضَيَّعَ حُرْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ "[1] ایک دفعہ امام صادق نے کچھ لوگ جو آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور راوی ساتھ میں بھی تھا ،ان سے کہا تمھیں کیا ہو گیا ہے ہماری حرت کا خیال نہیں رکھتے ہو ،تو اہل خرا ان کا رہنے والا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ ہم آپکو سبک شمار کرے یا آپکے فرمان میں کسی چیز کی بے اعتنائی کرے ، امام نے فرمایا ہاں انھی میں سے ایک تم بھی ہو جو ہمارے لاج نہیں رکھتے ،اس شخص نے دوبارہ کہا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپکی لاج نہ رکھوں ،فرمایا چپ ہو جاؤ کم بخت کیا تم نے اس شخص کی آواز نہیں سنی تھی اس وقت جب ہم جعفہ کے نزدیک تھے اور وہ تم سے کہ رہا تھا کہ مجھے صرف ایک میل تک اپنے سواری پر بٹھا کر لے چلو خدا کی قسم میں بہت ہی تھکا ہوں ،خدا کی قسم تم نے سر اٹھا کر بھی ا کی طرف نہیں دیکھا اس طریقے سے تم نے ا کی بے اعتنای کی ہے اور کوئی شخص کسی مومن کی استخفاف کرے اسنے ہمارے بے اعتنائی کی ہے ،اور خدا کی حرت ضائع کر دی ہے ۔

----

(۱):- کلینی :روضۃ الکافی،ج۸، ص ۱۰۲ -

اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں جابر جعفی امام محمد باقر سے نقل کرتے ہیں : و نحن جماعة بعد ما قضينا نسكنا، فودعناه و قلنا له أوصنا يا ابن رسول الله. فقال ليعن قويكم ضعيفكم، و ليعطف غنيكم على فقيركم، و لينصح الرجل أخاه كنصيحته لنفسه.... ، و إذا كنتم كما أوصيناكم، لم تعدوا إلى غيره، فمات منكم ميت قبل أن يخرج قائمنا كان شهيدا، و من أدرك منكم قائمنا فقتل معه كان له أجر شهيدين، و من قتل بين يديه عدوا لنا كان له أجر عشرين شهيدا. [1] "کہ ہم نے مناسک حج اکٹھے بجا لا نے کے بعد جب امام سے الگ ہونے کو تھے آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول ہمارے لیے کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تم میں سے جو قوی ہے قدرت ومقام رکھتا ہے ا کی ذمہ داری ہے کمزور لوگوں کی مدد کرے اور جو مالدار ہے فقیروں اور بے کسوں پر ترس کریں انکی نصرت کریں ،اوراپنے مومن بھائی کے ساتھ اس طرح خیر خواہی سے پیش آے جس طرح اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہ ہے .....اور اگر تم نے ہماری نصیحت پر عمل کیا تو غیروں میں سے شمار نہیں ہوے- اب اس حالت میں تم میں سے جو شخص قائم آل محمد کے قیام کرنے سے پہلے مر جائے تووہ شہید کی موت مرا ہے ،اور جو اپنی زندگی میں انھیں درک کرلے اور انکے ساتھ جہاد کرے تو اسے دو شہید کا ثواب عطا کرے گا ،اور جو شخص انکے ساتھ ہو ہوے ہمارے کسی دشمن کو قتل کرلیں تو اسے بیس ۲۰ شہید کا اجر دیا جائے گا- پس ان روایات سے بخوبی یہ واضح ہوتا ہے کہ منتظرین کی اپنے مومن بھائی کی نسبت کیا ذمہ داری ہے اور اس اجتماعی ذمہ داری کی کیا اہمیت ہے کہ جس کا خیال رکھنا ہم سب کا شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے -

۶: خود سازی اور دیگر سازی

منتظرین کی ایک اور اہم ذمہ داری خود سازی و اپنے جسم وروح کی تربیت کے ساتھ ساتھ دیگر سازی اور ہم نوع کی تربیت بھی ہے ،خود سازی اور دیگر سازی ایک اہم دینی وظیفہ ہونے کے ساتھ بزرگ ترین اور عالی ترین انسانی خدمات میں سے بھی شمار ہوتا ہے

----

(۱):- امالی طوسی ،ص ۲۳۲ —اور بحار انوار ،۵۲ ،ص ۱۲۲ ،ح ۵ -

اور اسلامی تعلیمات میں بھی حضرت ولی عصرؑ اور انکے جان بہ کف آ اب یتاریخ انسانیت کے پرہیز گار ؛متقی اور صالح ترین افراد ہونے چنانچہ انکے توصیف میں ارا ۔ باری تعالی ورتا ہے : وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ [1] اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔

اسی طرح احادیث معصومین میں بھی امام عصرؑ کے آ اب وہ لوگ ہونے جنھیں خدا ورسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کی صحیح معرفت حاصل ہوگئی ، اخلاق اسلامی سے متخلق ؛ نیک کردار کے مالک ؛عملی میدان میں ثابت قدم پائیدار ؛ دستورات دینی کے مکمل پابند اور فرامین معصومینؑ کے اۓ سر تسلیم خم ہونے ۔

چنانچہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں انکے توصیف میں فرما یں : وَ ذَلِكَ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ إِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ وَ إِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَ أَعْلَامُ السُّرَى لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ وَ لَا الْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ أُولَئِكَ يَفْتَحُ اللَّهُ لَهُمْ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ وَ يَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهِ. ''[2]اخری زمانہ وہ زمانہ ایسا ہو گا جس میں صرف وہ مؤمن نجات پاسکے گا کہ جو گمنام اور بے شر ہو گا مجمع اسے نہ پہچانے اور غائب ہو جائے تو کوئی اس کی تلاش نہ کرئے یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راتوں کے مسافروں کے لیئے نشانیان منزل ہوں گئے نہ ادھر ادھر لگا پھرین گئے اور نہ لوگوں کے عیوب کی اشاعت کریں گے ؛ ان کے لئے اللہ رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے عذاب کی سختیوں کو دور کردے گا

----

(۱):- انبیاء :۱۰۵ -

(۲):- نہج البلاغہ ،خ ۱۰۳ ،ص ۲۰۰ ،ترجمہ سید ذیشان حیدر جوادی -

اسی طرح صادق آل محمد سے روایت ہے آپ فرما یں : ''جو شخص چا تا ہے کہ حضرت قائم ؑ کے ا اب میں سے ہےوں اسے چاہئے انتظار کرنے کے اتھ اتھ پرہیزگاری اور نیک اخلاق کو پنائے ،پھر اگر وہ اس حالت میں انکے قیام سے پہلے مےر جےائے اور بعد میں ہمارا قائم قیام کرئے تو اسے ایسا اجر دیا جائے گا جیسے اس نے حضرت کو درک کیا ہو. [1]اور خود معے ومینؑ کے فرہان کے مطاۃ مبغوض ترین فرد وہ شخص ہے جو مؤمن اور امام زمانہ کے منتظر ہونے کا دعوا کرے لیکن قول وفعے میں ا نکے دیے ہوئے دستورات اور دینی قوانین کے منالفت سمت قدم اٹھائے چنانچہ اسی نقطے کی طرف اشارۃ کر ہوئے امام زین العابدین فرما یں : لَا حَسَبَ لِقُرَشِيٍّ وَ لَا لِعَرَبِيٍّ إِلَّا بِتَوَاضُعٍ وَ لَا كَرَمَ إِلَّا بِتَقْوَى وَ لَا عَمَلَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ وَ لَا عِبَادَةَ إِلَّا بِالتَّفَقُّهِ أَلَا وَ إِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ مَنْ يَقْتَدِي بِسُنَّةِ إِمَامٍ وَ لَا يَقْتَدِي بِأَعْمَالِهِ.''[2] کسی کو عربی اور قریشی ہونے کی بنا پر دوسروں پر کسی قسم کی فوقیت اور برتری حاصل نہیں ہے سوائے تواضع کے اورکسی کو کوئی کرا ت حاصل نہیں ہے الا یہ کہ تقوای اختیار کرے اور کوئی عمل نہیں ہے سوائے نیت کے اور کوئی عبادت نہیں ہے سوائے تفقہ کے (یعنی عبادت درست معرفت کے اتھ ہے) پس ہو شار رہو!پروردگار عالم کے نزدیک مبغوض ترین شخص وہ ہے جو ہماری ملت اور مذ ب پر ہو لیکن عمل میں ہماری پیروی واقتدا ء نہ کرے۔ اسی طرح امام صادق علیہ السلام فرما یں : إِنَّا لَا نَعُدُّ الرَّجُلَ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُونَ لِجَمِيعِ أَمْرِنَا مُتَّبِعاً مُرِيداً أَلَا وَ إِنَّ مِنِ اتِّبَاعِ أَمْرِنَا وَ إِرَادَتِهِ الْوَرَعَ فَتَزَيَّنُوا بِهِ يَرْحَمْكُمُ اللَّهُ وَ كَبِّدُوا أَعْدَاءَنَا بِهِ يَنْعَشْكُمُ اللَّهُ [3]''ہم کسی کو مومن نہیں جانتے جب تک وہ ہماری مکمل پیروی نہ کرئے اور یہ جان لو ہماری پیروی پرہیز کاری اور تقوای اختیار کرنے میں ہے ،پس اپنے آپکو زہد و تقوای کے ذریعے زینت دو تاکہ خدا تمھیں عزیز رحمت کرئے ،اور اپنے تقوای کے ذریعے ہمارے دشمنوں کو سختی وتنگی میں ڈال دو تاکہ خدا تمھیں عزت کی زندگی عطا کرے۔

----

(۱):- غیبۃ نعمانی :ص ۱۰۶

(۲):- کلینی :روضۃ الکافی ،ص ۲۳۴ ،ح۳۱۲ -

(۳):- کلینی :اصول کافی ،ج۲ ،ص ۷۸ ،ح۱۳ -

پس ان روایات اور دوسری متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم نے ان مقدس ہستیوں کو اپنے مولا ومقتدا قبول کیا ہے تو وہ ذوات بھی ہم سے یہ توقع رکھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم عمل وکردار میں انکے نقش قدم پر چلیں اسی لیے معصومینؑ فرماتے ہیں: کہ تم ہمارے لئے زینت کا باعث بن جاؤ ننگ وعار کا باعث نہ بنو[۱]

۷: شبہات اور بدعتوں کا مقابلہ

زمان غیبت میں ہم سب کی خصوصاً علماءاور بیدار طبقے کہ ایک اہم فرائض معاشرے میں خود غرض یا سادہ لوح دوستوں کے ہاتھوں مختلف قسم کےبدعتوں اور ان شبہات کا مقابلہ کرنا ہے جو امام زمانہ کی غیبت کی وجہ سے انکے بارے میں وجود میں آئے ہیں چنانچہ امام صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الرَّيْبِ وَ الْبِدَعِ مِنْ بَعْدِي فَأَظْهِرُوا الْبَرَاءَةَ مِنْهُمْ وَ أَكْثِرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَ الْقَوْلَ فِيهِمْ وَ الْوَقِيعَةَ وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلَا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْإِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بِدَعِهِمْ يَكْتُبِ اللَّهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعْ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ''[۲]میرے بعد اہل تردید (یعنی جو ائمہ کی ولایت و امامت کے متعلق شک وتردید کا اظہار کرے)اور اہل بدعت (یعنی دین میں نئی چیز ایجاد کرنے والا جسکا دین سے کوئی ربط نہ ہو)کو دیکھیں تو ان لوگوں سے اپنی برائت و بیزاری کا اظہار کرو ،اور اس طرح انکے خلاف پروپگنڈہ کرو کہ آیندہ کوئی اسلام میں اس طرح کی فساد پھلانے کی جرئت نہ کرئے اور لوگ خود بخود ان سے دور ہو جائیں اور انکی بدعتوں کو نہ اپنائیں اگر ایسا کیا تو پروردگار عالم اسکے مقابلے میں تمھیں حسنہ دیا جائے گا اور تمھارے درجات کو بلند کرے گا۔

اسی طرح بعض شبہات دشمنوں نے خود امام زمانہؑ کے بارے میں لوگوں کے حضرت مہدی پر عقیدے کو کمزور کرنے اور اس میں تزلزل پیدا کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے جیسا کہ آج کل انٹرنٹ پر ۱۰ ہزار سے زیادہ شبہات انکے متعلق پیش کیا گیا ہے؛ تو علماء کی ذمہ داری ہے کہ ان شبہات کا مقابلہ کریں

----

(۱):۔کلینی: کافی ،ج ۲ ، ص ۷۷ ،ح۹ ۔

(۲):۔ کلینی : اصول کافی،ج۲ ،ص ۳۷۵ ،ح ۴

اور بطوراحسن جواب دیں اور لوگوں کو امام زمانہ ہ کے مقدس وجود کی طرف جذب ہونے کا زمینہ فراہم کریں ا ہذا

ہماری اس اہم زمہ داری اور عصر غیبت میں رونما ہونے والے شبہات کی طرف اشارہ کر ہوئے امام صادق فرما

یں :..... فإیاکم و الشك و الارتیاب و انفوا عن أنفسکم الشکوك و قد حذرتکم فاحذروا أسأل الله توفیقکم و إرشادکم [1] خبردار شک وریب سے پرہیز کرنا ،(یعنی انکے غیبت اور ظہور کے بارے میں) اپنے دلوں سے شکوک وشبہات باہر نکال دو میں نے تم لوگوں کو برحزر کردیا ہے ا ہذا تم لوگ اس قسم کے شک وتردیدسے باز رہو (چونکہ اس امر میں شک صراط مستقیم میں شک کے برابر ہے) میں اللہ تعالی سے تمھارے لئے توفیقات اور ہدایت کی دعا کروں گا-

اسی طرح رسول اکرم (ص) فرما یں :......... یا جابر إن هذا الأمر أمر من أمر الله و سر من سر الله مطوی عن عباد الله فإیاك و الشك فیه فإن الشك فی أمر الله عز و جل کفر [2] اے جابر ..... انکی غیبت اورظہور میں شک کرنا خدا سے کفر اختیار کرنے کے برابر ہے -

اورہم سب جانتے یں کی آج کا دور ایسا دور ہے جس میں ایک طرف دشمن مختلف شبہات اور غلط پروپگنڈوں کے ذریعے لوگوں کو عقیدہ انتظار اور اکی حقیقت سے دوررکھنے اور انکے دلوں میں شک وتردید پیدا کرنے کے درپے یں تو دوسری طرف جعلی اور فرصت طلب افراد امام زمانہؑ کے مقدس نام پر مؤمنین کے انکی نسبت صادقانہ عقیدے سے سوء استفادہ کرنے اور مختلف قسم کی دکانیں کھولنے کی کوشش میں لگے ہوئے یں ا ہذا علماء اور ذمہ دار افراد کی ذمہ داری ان دونوں حدود پر دشمن کے مقابلہ کرنا ہے

----

(۱):- الغیبۃللنعمانی ص ۱۵۰ ،ح ۸ -

(۲):- صدوق اکمال الدین : ج ۱ ، ص ۲۸۷ -

۸: بے صبری سے پرہیز کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر غیبت مشکلات اور مصائب کے ہجوم لانے کا زمانہ ہے اور مومنین سے مختلف قسم کی سختیوں اور گرفتاریوں کے ذریعے سے امتحان لیا جائے گا تاکہ اس طرح نیک وبد، صادق و کاذب اور مومن ومنافق میں تمیز ہو جائے اور یہ ایک سنت الٰہی ہے اس امت یا اس زمان کے لوگوں تک محدود نہیں بلکہ گزشتہ امتوں سے لیا گیا ہے اور آئیندہ آنے والے نسلوں سے بھی تا قیامت تک مختلف ذریعوں سے امتحان لیا جائے گا ۔ چناچہ اسی سنت الھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پروردگار عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے : ماكانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنينَ عَلى ما أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَميزَ الْخَبيثَ مِنَ الطَّيِّبِ....٭ ''[1] اللہ تعالی مومنین کو منافقین سے جس حالت میں ابھی مشخص ہے نہیں رکھا جائے گا، یہاں تک (امتحان کے ذریعے)خبیث اور طیب میں تمیز پیدا ہو جائے ۔ اسی طرح سورہ عنکبوت کی آیت نمبر۲ میں فرماتا ہے : أَ حَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَ هُمْ لا يُفْتَنُونَ٭ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذينَ صَدَقُوا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكاذِبينَ [2]''کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اس بات پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور انکا امتحان نہیں ہو گا ٭ بے شک ہم نے ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لیا ہے اور اللہ تو بہر حال یہ جاننا چاہتا ہے کہ ان میں کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں ''

----

(۱):- سورہ آل عمران :۱۷۹ -

(۲):- سورہ عنکبوت :۲- ۳- -

اور ۱۰ قرآن علی ابن ابی طالبؑ اسی بارے میں فرماتے ہیں :..... ِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعَاذَكُمْ مِنْ أَنْ يَجُورَ عَلَيْكُمْ وَ لَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ أَنْ يَبْتَلِيَكُمْ وَ قَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ إِنَّ فِي ذلِكَ لَآياتٍ وَ إِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ(۱) لوگو اللہ تعالی کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن کبھی یہ ضمانت نہیں دیا ہے کہ تم سے امتحان بھی نہیں لیا جائے گا ، اور خدا سب سے بڑا ہے یوں فرماتا ہے " بے شک ان حوادث اور وقعات میں علامتیں اور نشانیاں ہیں اور ہم اچھے اور برے سب بندوں سے امتحان لیتے ہیں "۔

اور انھیں نشانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صادق فرماتے ہیں :ہمارے قائم کے ظہور سے پہلے مومنین کے لئے خدا کی جانب سے کچھ نشانیاں ہیں ،عرض ہوا یا ابن رسول اللہ وہ نشانیاں کیا ہیں ؟ فرمایا وہ نشانیاں اس کلام الٰہی میں ذکر ہوئی ہیں اور اس آیت کی تلاوت کی "وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِنَ الْأَمْوالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَراتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِينَ"(۲)اور یقیناً ہم تم سے خوف، بھوک اور اموال ،نفوس اور ثمرات کی کمی سے امتحان لیا جائے گا اور اے پیغمبر(ص) آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں " بے شک تم سے امتحان لیا جائے گا یعنی حضرت قائم کے خروج سے پہلے مومنین سے سلاطین جور سے ترس ،منگائی ،گرانی کی وجہ سے بھوک ؛گرسنگی ،تجارت میں ورشکستگی ، ناگہانی موت اور فصل وکاشت میں نقصان کے ذریعے امتحان لیا جائے گا ،پھر فرمایا اے محمد بن مسلم یہ ہے اس آیت کی تاویل جسکی تاویل (وَ ما يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنا وَ ما يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُولُوا الْأَلْباب (۳) سوائے خدا اور راسخین فی علم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔

----

(۱):- نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۳ اردو ترجمہ سید ذیشان حیدر -

(۲):- بقرہ :۱۵۵ -

(۳):- آل عمران :۷ -

اور امام زمانہؑ کے طول غیبت کے دوران مختلف قسم کے سختیوں ا ورمصیبتوں پر صبر کرنے والوں کی توصیف میں پیغمبر اکرم(ص) فرماتے ہیں: قَالَ(ص) طُوبَى لِلصَّابِرِينَ فِي غَيْبَتِهِ طُوبَى لِلْمُقِيمِينَ عَلَى مَحَجَّتِهِمْ أُولَئِكَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ...[1] خوش ہیں وہ لوگ جو اس کی غیبت کے زمانہ میں صبر سے کام لیتے ہیں خوش ہیں وہ لوگ جوا کی محبت پہ ثابت قدم رہیں،ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے ،اور وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں.اور متعدد روایات میں انکی غیبت کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں واذیتوں پر بے صبری کرنے سے منع کیا گیا ہے اور قضاء وقدر کے سامنے تسلیم ہونے کا حکم دیا ہے جیسا کہ شیخ کلینی نے اپنی سند امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے حضرت نے فرمایا :

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ وَ هَلَكَ الْمُسْتَعْجِلُونَ وَ نَجَا الْمُسَلِّمُونَ [2] ظہور کے وقت تعین کرنے والے ہلاکت میں ہوں گے لیکن قضاوقدر الہی کے سامنے تسلیم ہونے والے نجات پائیں گے ۔

۹: جوانوں کی مخصوص ذمہ داری

اسلامی تعلیمات میں جوان اور جوان طبقے کو خاص اہمیت اور مخصوص مقام حاصل ہے ،انکے ساتھ الفت ،عطوفت کے ساتھ پیش آنے اور ہمیشہ اچھی نگاہوں سےّ دیکھنے پر زور دیا گیا ہے جس طرح رسول اکرم (ص)کا فرمان ہے :اوصیکم بالشباب خیراً فإنّھم ارقُّ افئدةً انّ اللّه بعثنی بالحق بشیراً و»نذیراً فحالفنی الشباب وخالفنی الشیوخ . تمھیں وصیت کرتا ہوں ان جوان کے بارے میں چونکہ پاک دل ہوتے ہیں ،جب اللہ تعالی نے مجھے بشیرو نذیر بنا کر بھیجا تو یہ جوان تھے جنھوں نے میرے ساتھ دیا جبکہ عمر رسیدہ افراد نے میری مخالفت کی ۔

----

(۱):- مجلسی : بحار الانوار،ج۵۲، ص ۱۴۳ ۔

(۲):- الکافی ج : ۱ ص : ۳۶۸

پس کلام مول ۔ پاک (ص) سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جوانوں کو بری نگاہوں سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ ان کے بارے میں نیک سوچ رکھنا چاہیے اور تاریخ اسلام اس بات پر زندہ گواہ ہے کہ جب نبی اکرم(ص) نے ذوالعشیر میں قریش کو توحید اور دین کی طرف پہلی بار دعوت دیا تو جس شخص نے سب سے پہلے آنحضرت(ص) کی دعوت پر لبیک کہا وہ علی ابن ابی طالب ۱۰ سالہ نوجوان تھے جبکہ بزرگان قریش آخری دم تک آپ کے مخالفت کرتے رہیں ۔

جوان کی قدر وقیمت کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام زمانہ ظہور کریں گے تو آپ جوان ہونگے جیسا کہ امیر المومنین فرماتے ہے۔مہدی قریش کے خاندان کا ایک دلیر ؛ شجاع اور تیز ہوش جوان ہونگے تیس یا چالیس سے کم عمر میں ظہور کریں گے ۔ اسی طرح امام زمانہ کا خاص سفیر نفس زکیہ جنہیں رکن مقام کے درمیان شہید کیا جائے گا ایک جوان ہونگے ۔ امام صادق اس بارے میں فرماتے ہیں :امام زمانہ کے ظہورکے وقت انکی طرف سے ایک جوان شخص سفیر کے عنوان سے منتخب ہونگے تاکہ امام کے پیغام کو اہل مکہ تک پہنچائے اور انھیں آنحضرت کی حکومت کے پرچم تلے آنے کی دعوت دے لیکن مکہ کے حکمران اسے رکن و مقام کے درمیان شہید کریں گے ۔ [1] اسی طرح مختلف روایات میں آیا ہے کہ امام عصر کے ۳۱۳ اصحاب میں سے بہت ہی کم افراد کے سب جوان ہونگے -چناچہ امیر مومنین فرماتے ہیں ۔ امام مہدی کے اصحاب سارے جوان ہونگے ان میں کوئی بھوڑے نہیں ہونگے سوائے آنکھ میں سرمہ اور کھانے میں نمک کی برابر کے : أصحاب المهدی شباب لا كهول فيهم إلا مثل كحل العين و الملح فی الزاد و أقل الزاد الملح [2] اور کتنا ہی کم ہوتا ہے کھانے میں نمک کی مقدار ۔

----

(۱):- طوسی الغیبہ ،ص ۴۶۴ ۔

(۲):- طوسی الغیبہ ،ص ۴۷۶ اور بحار انوار ج ۵۲ ، ص ۳۳۳ ۔

اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہؑ کے غیبی ندا پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اکثر جوان ہی ہونگے امام صادق فرماتے ہیں: امامؑ کے ظہور کرنے کے بعد جب انکا آسمانی ندا انکے کانوں تک پہنچ جائے گی تو اس حالت میں لبیک کہیں گے کہ اپنے اپنے چھتوں پر آرام کررہے ہونگے اور بغیر کسی آمادگی کے حرکت کریں گے اور صبح ہوتے ہی اپنے امامؑ کی زیارت سے شرف یاب ہونگے ۔ (۱)

سوال نمبر ۱۴: کیا عصر غیبت میں حضرت مھدی سے ملاقات ممکن ہے اگر ممکن ہے تو کیسے ؟

جواب : کثرت روایات اور مستند تاریخی حوالے یہ بات ثابت ہے کہ غیبت صغری میں حضرت مھدی کے نائبین خاص کے ذریعہ آپکے ماننے والے آپ سے رابطہ برقرار کیے ہوئے تھے اور ان میں سے بعض افراد امام کے حضور میں شرف یاب بھی ہوئے ہیں ۔لیکن غیبت کبری میں یہ رابطہ ختم ہو گیا ہے اور امام عصر سے عام طور پر ملاقات کرنا تقریباً ناممکن ہے چونکہ بنا اور وظیفہ آپکے لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رہنا ہے لیکن پھر بھی باوجود عقلاً اور شرعاً دونوں اعتبار سے آپکی دیدار سے مشرف ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے جسکے تقریباً تمام علماء متقدمین اور متاخرین سب متفق ہیں ۔جیسا کہ شیخ طوسی قدس سرہ فرماتے ہیں : ہم ممکن سمجھتے ہیں کہ بہت سے اولیا اور انکی امامت کے ماننے والے حضرات انکی خدمت میں پہونچیں اور انکی ہستی سے استفادہ کریں (۲) اسی طرح سیّد ابن طاووس علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں : امام کی زیارت کے راستے ہر اس شخص کے لیے کھلا ہوا ہے جسے خدا اپنے بے انتہا احسان اور انکی زیارت عنایت فرمائے(۳) : اور تاریخ میں بھی انتہائی باوقار افراد اور عظیم الشان علماء کی امام زمانہ سے ملاقات کے واقعات نقل ہوئے ہیں (۴)

----

(۱):- نعمانی الغیبہ :ص ۳۱۶ باب ۲۰ ح ۱۱-

(۲):- کلمات المحققین :ص ۵۳۳

(۳):- الطرائف : ص ۱۸۵

(۴):- دیکھئے:جنۃ الماوی،اور نجم الثاقب،محدث نوری

یہاں ضروری ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ملاقات کے بارے میں بحث کے حوالے سے درج ذیل نکات پر توجہ دی جائے:

پہلا نکتہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کی ملاقات کبھی ایسے لوگوںکی نصرت اور مدد کے لئے ہوتی ہے کہ جو پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور تنہائی و بے کسی کا احساس کرتے ہیں۔ مثلاً جیسے کوئی حج کے سفر میں راستہ بھٹک گیا اور امام علیہ السلام یا ان کے اصحاب میں سے کسی نے اسے سرگردانی سے نجات دی اور امام علیہ السلام سے اکثر ملاقاتیں اسی طرح کی ہوئی ہیں۔

لیکن بعض ملاقاتیں عام حالات میں بھی ہوئی ہیں اور ملاقات کرنے والے اپنے مخصوص روحانی مقام کی وجہ سے امام علیہ السلام کی ملاقات سے شرفیاب ہوئے ہیں۔ لہٰذا مذکورہ نکتے کے مد نظر توجہ رہے کہ ہر کسی سے امام علیہ السلام کی ملاقات کا دعوی قابل قبول نہیں ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں خصوصاً آج کل بعض لوگ امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات کا دعوی کرکے اپنی دکان چمکا کر شہرت اور دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح بہت سے لوگوں کو گمراہی اور عقیدہ و عمل میں انحراف کی طرف لے جاتے ہیں، بعض دعاؤں کے پڑھنے اور بعض ایسے اعمال انجام دینے کی دعوت دیتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے اذکار اور اعمال کی کوئی اصل اور بنیاد بھی نہیں ہے۔ امام زمانہ علیہ السلام کے دیدار کا وعدہ دے کر اپنی محفلوں میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں جن کے طور طریقے دینی یا امام زمان علیہ السلام کے لئے قابل قبول نہیں اوریوں وہ لوگ امام غائب کی ملاقات کو سب کے لئے ایک آسان کام قرار دیتے ہیں، جبکہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام علیہ السلام خداوندعالم کے ارادہ کے مطابق مکمل طور پر غیبت میں ہیں اور صرف ایسے گنتی کے چند افراد ہی کی امام علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے جن کی نجات فقط لطف الٰہی کے اس مظہر یعنی امام عصر کی براہ راست عنایت پر منحصر ہوتی ہے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کی ملاقات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب امام زمانہ علیہ السلام کی نظر میں کوئی مصلحت اس ملاقات میں ہو،

لہٰذا اگرکسی عاشق امام علیہ السلام کو اس کے تمام تر اشتیاق ورغبت اور بھرپور کوشش کے باوجود بھی امام سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکے تو اس کومایوس اور ناامیدی کا شکار نہیں ہونا چاہئے اورملاقات نہ ہونے کو امام علیہ السلام کے الطاف و کرم کے نہ ہونے کی علامت قرار نہیں دینا چاہئے، جیسا کہ جو افراد امام علیہ السلام کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے ہیں ان کی ملاقات کو ان کے تقویٰ اور فضیلت کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اگرچہ امام زمانہ علیہ السلام کے جمالِ پر نور کی زیارت اور دلوں کے اس محبوب سے گفتگو اور کلام کرنا واقعاً ایک بڑی سعادت ہے لیکن آئمہ علیہم السلام خصوصاً امام عصر علیہ السلام اپنے شیعوں سے یہ نہیں چاہتے کہ ان سے ملاقات کی کوشش میں رہیں اور اپنے اس مقصود تک پہنچنے کے لئے چلّہ کاٹیں، یا جنگلوں میں مارے مارے پھریں؛ بلکہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے بہت زیادہ تاکید کی ہے کہ ہمارے شیعوں کو ہمیشہ اپنے امام کو یاد رکھنا چاہئے اور ان کے ظہور کے لئے دعا کرنا چاہئے اور آپ کی رضایت حاصل کرنے کے لئے اپنی رفتار و کردار کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے اورآپ کے عظیم مقاصد کے حصول کے راستے پر قدم بڑھانا چاہئے تاکہ جلد از جلد بشریت کی اس آخری امید کے ظہور کا راستہ ہموار ہوجائے اور کائنات ان کے وجود سے براہ راست فیضیاب ہو۔خود امام عصر علیہ السلام فرماتے ہیں:"اَکثِرُوا الدعَاءَ بِتَعجِیلِ الفرجِ، فانَّ ذَلکَ فَرَجُکُم" (1)

----

(1):- کمال الدین،ج۲،باب۴۵،ح۴،ص۲۳۹. اس مطلب کو محور کائنات جناب سیفی کی کتاب سے لیا گیا ہے ۔

سوال نمبر ۱۵: انتظار کیا ہے ؟ اور اس کا صحیح معنی بیان کیجئے ؟

ج : انتظار کا صحیح مفہوم :

لغت کے اعتبار سے انتظار ایک نفسیاتی حالت جو آئندہ اور مستقبل کے لیئے امیدوار ہونا ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں انتظار نہ صرف ایک نفسیاتی حالت کا نام نہیں بلکہ عقیدہ ہے عقیدہ حق وعدالت کے طاقتوں کا ظلم و باطل کے طاقتوں پر مکمل طور پر غالب آنے ،تمام انسانی اقدار کا روئے زمین پر برقرار ہونے اور مدینہ فاضلہ یعنی ایک آئیڈیل آفاقی معاشرے کے وجود میں لانے بالآخر عدل الہی اور دین الہی کا اس روئے زمین پر آخری حجت خدا کے ہاتھوں جلوہ گر ہونے کا ۔

انتظار نظریہ ہے نظریہ آخری زمانہ میں منجی موعود کا ظہور کرنے اور عالم بشریت کو موجودہ حالات سے نجات دینے اور مستضعفین کے ہاتھوں ایک آفاقی اور الھی نظام کا قائم کرنے کا ہے ۔انتظار عمل اور حرکت ہے ایسا عمل جو جس میں نفس کہ تزکیہ ہو، فردی اور اجتماعی اصلاح ہو یعنی خود سازی کے ساتھ دیگر سازی اور سماج سازی بھی ہو ،اور ایسی حرکت جو منظم اور انسانی زندگی کے تمام پہلو اور زاویوں سے ہو، اور اس آفاقی نظام کے لیئے زمینہ فراہم کرئے اور اس دور کے ساتھ ہم آہنگ اور وہم سو ہوں یہ ہے حقیقت انتظار اسی لیے اہل بیت اطہارعلیہم السلام نے واضح الفاظ مین نظریۂانتظار کے بنیادی رکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انتظار صرف نفسیاتی حالت کا نام نہیں بلکہ عمل ہے اور وہ بھی بہترین عمل ہے جیسا کہ فریقین کی جانب سے منقول ہے رسول خدا (ص) نے فرمایا افضل اعمال امتی انتظار الفرج من اللہ (۱) ۔میری امت کے اللہ تعالی کی جانب سے ظہور و آسائش کا انتظارکرنا بزرک ترین عمل ہے ۔ایکسی اور مقام پر آپ یوں فرماتے ہیں ۔انتظار الفرج عبادۃ افضل اعمال اُمّتی انتظار فرج اللہ عزّوجل (۲)۔ فرج اور آسائش کا انتظارکرنا عبادت ہیں میری امت کے اعمال میں سب کے بہترعمل اللہ کی طرف سے فرج وکشائش کا انتظار ہے

----

(۱):- کمال الدین: ج ۲ باب نمبر ۵۵ ح ۱ ۔

(۲):- کنزل العمال : ج ۳ ص ۲۷۳ ح ۶۵۰۹ ۔

اور اسی مضمون میں ائمہ معصومینؑ سے بھی بے شمار روایتیں نقل ہوئی ہیں جیسا کہ امیر المؤمنین علی فرماتے ہیں

۔ انتظروا الفرج ولا تیأسو من روح اللّه ،فإنّ أحب الأعما الی اللّه عزّوجل انتظار الفرج الآخذ بأمرنا معنا غداً فی حظیر القدس ،والمنتظر لأمرنا کالمتشحط بدمه فی سبیل اللّه (1) آسائش اور رہائی کا انتظار کرو خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوجاؤ اسلئے کہ پروردگار عالم کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل انتظار فرج ہے اور ہماری ولایت کو مضبوطی سے تھامنے والا کل جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور ہماری ولایت وامامت کے انتظار کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کے راہ میں اپنے خون سے غلطان ہو

د: انتظار کا غلط مفہوم اور اس کا منفی نتیجہ .

ممکن ہے بسا اوقات نظریہ انتظار کو اپنے درست اور اصلی مفہوم میں نہ سمجھےبلکہ کج فہمی کے شکار ہونے اور اس سے غلط معنی اور مفہوم مرادلینے کی وجہ سے یہی انتظار ازندگی وتعمیری روخ کو بدل کر تخریبی ویرانگری کا روخ اختیار کرلے اور ایک متحرک انسان ۔ پاک سرشت شخص یا معاشرے کو رکود وجمود ،مفلوج اور خباثت کی طرف دعوت دے -

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو سینکڑوں؛ ہزاروں کی تعداد میں افراد مختلف گروہوں تنظیموں کی شکل میں نظر آتے ہیں جنہون نے عقیدہ انتظار کو الٹا سمجھے اور اسے غلط مفہوم مرادلینے کی وجہ سے نہ صرف انتظار کو اپنے ترقی و ازندگی کا ذریعہ نہ بنایا بلکہ الٹا یہی انتظار انکےمفلوج ہونے جمود کے شکار ہونے اور اپنے علاوہ سماج کو بھی فساد اور گناہوں کی طرف دعوت دینے کا سبب بنا مثال کے طور پر (انجمن حجتیہ۔)امی تنظیم جنہوں نے انقلاب اسلامی ایران سے پہلے انقلاب کے دوران او انقلاب کے بعد بھی ایران میں ملکی سطح پر لوگوں کو فساد اور گناہوں کی طرف دعوت دیتے تھے اور انکا یہ شعار تھا کہ ہم معاشرے میں جتنا بھی ہو سکھے گناہوں کو اور ظلم وبربریت کو عام کر دے

----

(۱):- بحار انوار : ج ۵۲ ص ۱۲۳ ح ۷ -

اتنا ہی امام زمانہ کی ظہور میں تعجیل کا زمینہ فراہم ہو گا اور امام .لدی ظہور کریں ے ہم یہاں پر ان گروہوں میں سے ایک دو کی طرف اشارہ کر یں ںتاکہ مؤمنین کے لیےاس قسم کے منحرف شدہ گروہوں کو پ ںپاننے اور ان سے دوری اختار کرنے م‍یں م‍دد ۔ ثابت ہو جاے ۔

پ ںلاگروہ - ۱:

لوگوں کے ایک گروہ کا یہ نظریہ ہے کہ عصر غیبت میں ہماری ذمہ داری صرف اور صرف حضرت حج‍ت کے تعجی‍ل فرج کے لیے دعاکرنا ہے اور کسی قسم کی اصلا حی واجتماعی حر ت کو انتظار اور خدائی مصلحت کے خلاف سمجھتے یں ا‍ن‍کا خی‍ال ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو ؛ ہمیں کوئی ربط ن‍یں امام زمان ہ خود تشریف فرما ک‍ر ان س‍ب ک‍و ٹھی‍ک ک‍ریں ے،اسے پہلے جو بھی علم اٹھے گا باط‍ل کا علم ہو گا اور لا مالہ دین و شریعت کے خلا ف ہو گا ‌لزا اسے اص‍لاحی اور اجتم‍اعی حر ت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو یںامام خمینی قدس اللہ (عصر حاضر کی عظیم ہستی)انکے رد میں فرما یں : (کچھ لوگ انتظ‍ار فرج کو صرف مسجدوں حسینیوں اور گھروں میں بیٹھ کر امام زمانہ کے ظہور کے لیے خدا کی درگاہ میں دعا کرنے م‍یں دیکھت‍ا ہے اور تکالیف اور ذمداری سمجھتے یں ہم سے کوئی ربط ن‍یں دنیا میں ملتوں پر کیا گزرے ،خود امام ظہور کریں ے ت‍و س‍ب کچ‍ھ ٹھی‍ک کریں ے)یہ ان لوگوں کی منط‍ق ہے جو حقیقت میں اپنے وظیفے پر عم‍ل کرنے سے گریز کرتا ہے ،اسلام انکو قبول ن‍یں کرتا بلک‍ہ ہماری ذمہ داری ہے کہ انکی آمد کے لیے زمینہ فراہم کر یں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں انشاء اللہ ظہور کریں ے [(۱)] اگر ہماری بس میں ہوتا تو پوری دنیا سے ظلم وجور کوم‍ٹا دیتے ہماری شرعی ذمہ داری تھی لیکن یہ ہماری بس‍سے ۔ ب‍اہر ہے ،اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت حجت دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں ے یہ ن‍یں کہ تم لوگ اپنے شرعی تکلیف سے ہات‍ھ اُٹھ‍اے بیٹھے اور اپنی ذمہ داری کو انجام نہ دے [(۲)]

----

(۱):- مجلہ م‍ری موعود : شمارہ نمبر ا،ص ۱۶ -

(۲):- مجلہ م‍ری موعود : شمارہ نمبر ا،ص۱۴ -

۔ بلکہ دوران غیبت میں چونکہ احکام کومتی اسلام جاری و اری ہیں کسی قسم کی ہرج و مرج قا. تبول ٔیں ہے ،بہس کو ـت اسلامی کا تشکیل دینا ہماری ذمہ داری ہے جسکا عق کم کرتی ہے ہ‌اکہ کا اگر ہم پر حملہ کرے یا ناموس مسلمین پر جوم لانے کی صورت میں دفاع کر سکے اور انھویں روک سکے ہم ان سے یہ سوال کر یں ،کہ کیا پیغمبر اکرم (ص) نے ۔ـن قـوانین کـی تبلیـ وتبین اور نشروتنفیذ کے لیے ۲۳ ال طاقت فر ا زحمتیں برداشت کی وہ قوانین محدود مدت کے تھیں ؟ یا خدا نے ان قـونیں کـے اجرا کرنے کو ۲۰۰ ال تک کے لیے محدود کیا ؟ کیا غیبت صغری کے بعد اسلام نے سب کچھ چھوڑ دیا ؟(بے شک) اس طـرح کا عقیدہ اور اسکا اظہارکر‌نا اسلام کے منسوخ ہو جانے پر عقیدہ رکھنے اور اسے اظہار کرنے سے زیادہ بدتر ہے ، کوئی شخص یہ ٔیں کہہ کتا کہ اب اسلامی مملکتوں کا انکے حد اور ۔ باڈروں کا دفاع‌کر‌نا واجب ٔیں ہے یا مالیات ،جزیہ ،خمس وزکواۃ اور ٹـیکس ٔ ـیں لینا چاہیے ،یا اسلام کے کیفری احکام دیات؛ قصاص سب کی چ ٹی ہے [1]

دوسرا اور بدترین گروہ

اس گروہ کا کہنا ہے کہ نہ صرف سماج سے ظلم وستم کو ختم‌کر‌نا اور گناہ سے ۔ پاک‌کر‌نا ہماری ذمہ داری ہے بلکہ ہمـیں چاہیے کہ لوگوں کو گناہوں کی طرف دعوت دیں اور جتنا بھی ہو سکے ظلم وبربریت کے دائرے کو ؛ اھنے کی کوشش کریں‌ہ‌اکہ امـام زمانہ کی ظہور کے لیے زمینہ فراہم ہو جائے ،اس گروہ میں بعض خود غرض افراد بھی ہو یں جو ـوچھے سمجھے فسـاد کـی طرف دعوت دیتے یں اور بعض ایسے ادہ لوح افراد بھی ہو یں جو دوسروں کے غلط افکار کی زد میں آکـر منحـرف ہـوچکے ہو یں ـانکے رد میں رہبر کبیر امام خمینی فرما یں :یہ جو کہتے یں ضروریات اسلام کے خلاف ہے ،یہ کہ ہم خود بھـی گنـاہ انجام دیں اور معاشرے میں بھی گناہوں کو پھلائے ہ‌اکہ حضرت حجت لدی ظہور کرے ،....حضـرت حجـت ظہـور کریں ے تو کس لیے ظہور کریں ے ؟ اس لیے ظہور کریں ے کہ دنیا میں عدالت پھیلانے کے لیے ، کو ت کـو تقویـت دینے کے لیے ، فساد کو زمین سے ریشہ کن کرنے کے لیے ظہور کریں ے ،

----

(۱):- مجلہ ۔ری موعود : شمارہ نمبر ا،ص۱۵ -

لیکن ہم قرآنی آیات کے خلاف راہ۔ بالمعروف اور نہی از منکر بجا لانے کی بجائے گناہوں کو پھیلانے کی فکر میں رہیں تاکہ حضرت جلدی ظہور کریں ،کیا آنحضرت جب ظہور کریں گے تو یہی کام انجام دیں گے ؟ ابھی دنیا ظلم وجور سے بھرا ہوا ہے ...اگر ظلم وجور کو روک سکتے ہیں تو ہماری ذمہ داری اور تکلیف ہے اسکی روک تھام کریں ؛ اور ضرورت اسلام اور قرآن نے ہماری ذمہ داری ڈال دی ہے کہ ہم قیام کرے اورہر کام انجام دے [1] یقیناً اس قسم کا انتظار جس میں ایک قسم کی حدود و قوانین اور اسلامی مقررات کا تعطیل ہونا لازم آتا ہو اور منتظرین کو گناہوں کی طرف دعوت دے ایسے انتظار خود امام زمانہؑ کے ارشاد کے مطابق ظہور کی راہ میں سب سے بڑا مانع اور سد راہ ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں : و لو أن أشياعنا وفقهم الله لطاعته على اجتماع من القلوب فى الوفاء بالعهد عليهم لما تأخر عنهم اليمن بلقائنا و لتعجلت لهم السعادة بمشاهدتنا على حق المعرفة و صدقها منهم بنا فما يحبسنا عنهم إلا ما يتصل بنا مما نكرهه و لا نؤثره منهم و الله المستعان و هو حسبنا و نعم الوكيل و صلاته على سيدنا البشير النذير محمد و آله الطاهرين و سلم [2] "اگر ہمارے شیعہ اللہ تعالی انھیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے ،ایک دل اور متحد ہو کر ہمارے ساتھ باندھے گئے عہد وپیمان کو وفا کرتے تو ہمارا احسان اور ہماری ملاقات کا شرف وفیض ان سے ہرگز مؤخر نہ ہوتا : اور بہت جلد کامل معرفت اور سچی پہچان کے ساتھ ہمارے دیدار کی سعادت انکو نصیب ہوگی ،اور ہمیں شیعوں سے صرف اور صرف انکے ایک گروہ کے کردار نے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کردار ہمیں پسند نہیں اور ہم ان سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتے تھے ،پروردگار عالم ہمارا بہترین مددگار ہے اور وہی ہمارے لیئے کافی ہے پس حضرت حجت علیہ السلام کے اس کلام سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل بیت اطہارؑ کے چاہنے والوں سے جس چیز کے وفا کا عہد وپیمان لیا ہے ،وہ انکی ولایت واطاعت ہے اور جو چیز امام زمانہؑ کی زیارت سے محروم ہونے اور انکے ظہور میں تاخیر کا سبب بنی ہے وہ انکے ماننے والوں کے آنجناب کی اطاعت اور حمایت کے لیے آمادہ نہ ہونا ہے ،اور یہی اطاعت اور حمایت ظہور کے شرائط میں سے ایک اہم شرط بھی ہے

----

(۱):- مجلہ موعود : شمارہ نمبر ۱،ص۱۵ -

(۲):- الاحتجاج ج : ۲ ص : ۴۹۹

عصر ٰ ور

سوال نمبر ۱۲: کیا امام زمانہ حضرت مہدی منجی ام بشریت کے ٰ ور پر شیعہ سنی س متفقہ عقیدہ رکھتے ہیں ؟

جواب : یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا [1] اس انتہائی مشہور ومعروف حدیث کے مطابق ۔ جسے بے شمار راویوں نے نقل کیا ہے ۔ جب دنیا سخت ترین اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہو گئی ہر طرح ظلم وتشدد کے شعلے بھڑک رہے ہوں ے ؛ انسانی معاشرے میں امن اور ۔۔ پید ہو چکی ہو گئی ہر طرح فاسقون فاجروں اور کافروں کا راج اور انکی کو ت ہو گی انسانی اقدار دم توڑ چکی ہوں گئی اور انکی جگہ اخلاقی اور اجتماعی برائیوں کا دور دورہ ہو گا کمزور او چھوٹے ممالک اور اقوام کی حمایت و حفاظت کے ۔ ام پروجود میں آنے والے ادارے انکے خلاف انکے ہی نسل کشی و غارت گری کے لیئے استعمال ہونے خلاصہ یہ کہ جب ہر طرح کی خباثت ؛ فحشا وفساد اور منکرات کا رواج ہو گا تو وہ عظیم الشان مصلح عالم روئے زمین پر وعدالت کی کو ت کا پر چم ارائے گا اور چھوٹے بڑے قصبوں ؛ شہروں ؛ سے لے کر دور ودراز دیہاتوں تک دنیا کے ہر کونہ کونہ نور اسلام سے روشن ہو گا ؛ ذاتی اعراض اور منافعے ۔ پاک الھی قوانین کی کمرانی ہو گی اور انسانی اقدار پھر سے معاشرہ میں زندہ ہو گی اور کائنات کا خاتمہ جب تک مھدی موعد موجود ظہور نہ کرے اور ظلم جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر نہ دئے نہیں ہوگئ ۔

چنانچہ آخری دور میں مصلح عالم حضرت مھدی موعود کے ظہور کے ۔ بارے میں ا اب تابعین تابعین کے پیروں سے لے کر آج تک کوئی اختلاف نہیں ہے اسیلیے اس اجماع مسلمین کا اعتراف م روایت کے منکر ابن خلدوں نے اپنی مقدمہ تاریخ میں بھی کیاہے

----

(۱):- مازندرانی، محمد صالح بن احمد، شرح الکافی-ج٦؛ ص۲۳۵، المکتبة الاسلامیة - تہران، چاپ: اول، ۱۳۸۲ ق. نقلا عن سنن ابن ابی داود . ترمذی

۔ ابن خلدوں کہتا ہے :واعلم انّ المشھور بین الکافة من آھل الاسلام علی ممرّ الاعصار انه لابّد فی آخری الذمان من ظھور رجلٍ من اھل البیت یؤید الدین ویظھر العدل ویتبعه المسلمون ویستولی علی الممالک الاسلامیة ویسّمی بالمھدی (۱) جان لو !ہر دور میں یہ بات تمام مسلمانوں کے درمیاں مشہور رہی ہے کہ آخری زمانہ میں حتمی طور پر اہل بیت اطہار کی نسل سے ایک شخص ظہور کرئے گا جو دین کی نصرت اور عد ل و انصاف کو ظاہر کرئے گا تمام مسلمانوں ا کی پیروی کریں گے اور وہ تمام اسلامی ممالک کا کمران ہو گا اور اسکا نام مھدی ہو گا ۔

اسی طرح علامہ مروی قرن ۳ کے مشہور اہل سنت عالم اپنی کتاب سوائک الذھب میں یوں تحریرفرماتے ہیں :الذّی اتفق علیه العلماء انّ المھدی ھو القائم فی آخر الوقت وانه یملاء الارض عدلاًوالاحادیث فیه کثیرة ٌ(۲) اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت مھدی ہی آخری زمانہ میں قیام فرمائیں گے اور زمین کو عدلو انصاف سے بھر دیں گے جبکہ انکے وجود اور انکے ظہور سے متعلق روایات بہت زیادہ ہیں ۔ اسلئے اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے تیس سے زیادہ کتابیں اسی موضوع کے متعلق لکھی ہے ۔(۳)

سوال نمبر ۱۷: حضرت امام مھدی کے ظہور کی نشانیاں اور شرائط کیا ہیں ؟

جواب : حضرت امام مھدی کے ظہور کی کچھ نشانیاں اور شرائط ہیں جن کو ظہور کے اسباب اور علامات ظہور کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے ۔ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسباب کا مہیا ہونا ظہور میں واقعی طور پر اثر رکھتا ہے اس طرح کہ ان اسباب کے ہموار ہونے سے امام کا ظہور ہو جائے گا اور ان کے بغیر ظہور نہیں ہو سکتا ۔

----

(۱):- مقدمہ ابن خلدوں ص ۳۶۷

(۲):-سوائک الذھب ص ۲۸

(۳):- رجوع کریں نوید امن امان ؛ صافی گلپائی گانی ص ۷۸

لیکن جہاں تک علامات اور نشانیوں کا تعلق ہے تو وہ ظہور میں کوئی اثر نہیں رکھتیں بلکہ صرف ظہور کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ ظہور کے زمانہ یا ظہور کے قریب ہونے کو پہچانا جا سکتا ہے ۔ پس شرائط اور اسباب کا مہیا ہونا نشانیوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نشانیوں کو تلاش کرنے سے پہلے امام زمانہ کے ظہور کی شرائط پر توجہ دیں اورہر ایک اپنی اپنی قدرت کے مطابق ان شرائط کے مہیا کرنے میں سہیم بنائے۔لہٰذا ہم یہاں امام زمانہ کے ظہور کے کچھ اہم اسباب اور علامات بیان کرتے ہیں ۔

ظہور کی شرائط اور اسباب

اس کا ئنات میں پروردگار عالم کی سنتوں میں ایک سنت(إن اللّٰہ سبحانہ یجری الأمور علی ما یقتضیہ لا علی ما ترتضیہ [۱]) ہر چیز کا جب تک اپنی اسباب اور شرائط مہیا نہیں ہوتی وجود میں نہیں آتی مثال کے طور پر اگر کسی زمین میں کوئی بیج دال دے تو وہ دانہ اس وقت نکل آے گا جب اس کے لیے مناسب آب وہوا اور مٹی مل جاے اسی بنا پر معاشرے کی اصلاح کے لیے یا معاشرے میں انقلاب لانے کے لیے بھی زمینہ فراہم ہونا اور اسکے لیے اسباب مہیا ہو بھی ضروری ہے لہٰذا حضرت مھدی کا عالمی انقلاب اور قیام میں بھی کو معجزہ درکار نہیں ہے بلکہ جب تک اسباب اور شرائط پوری نہ ہو جائیں اس وقت تک واقع نہیں ہو گا ۔ اسیلے اما محمد باقر سے کسی شخص نے کہا لوگ کہتے ہیں جب امام مہدی کا ظہور ہو گا تو تمام امور ان کی مرضی کے مطابق خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے ۔امام نے فرمایا : ہرگز ایسا نہیں ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ؛ اگر یہ طے ہوتا کہ کسی کے کام خود بخود ہو جایا کری تو پھر ایسا تو رسول اکرم (ص) کے لیے ہوا چاہئے تھا [۲] اور امام زمانہ کے عالمی مشن اور نظام کے قیام تین عنصر کی ضرورت ہیں جو کہ ہر انقلاب اور نظام کے قیام اور استحکام کے لیے ضروری ہے ۔

----

(۱):- غرر الحکم و درر الکلم / ۲۲۲ / ۵۶ ..... ص : ۲۲۲

(۲):- غیبت نعمانی ؛ باب ۲ ح ۱۵

۱۔ شائستہ قیادت

ہر انقلاب اور قیام میں رہبر اور قائد کی ضرورت سب سے پہلی ضرورت شمار کی جاتی ہے اور انقلاب جس قدر وسیع اور بلند مقصد کا حامل ہوتا ہے اس انقلاب کا رہبر اور قائد بھی ان اغراض و مقاصد کے لحاظ سے عظیم و بلند مرتبہ ہونا ضروری ہے ۔ حضرت مھدی جو انبیاء اور اولیا کے وارث ہیں اس عظیم الشان انقلاب کے رہبر کے عنوان سے حاضر اور زندہ ہیں صرف آپ ہی ایسے رہبر ہیں جو عالم غیب سے رابط کی وجہ سے کائنات اور ان کی اشیاءکے باہمی روابط سے مکمل طور پر آگاہی رکھتے ہیں اور اپنے زمانے کے سب سے با بصیرت اور علم لدنی کے مالک ہیں ۔جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص)سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: آگاہ رہو کہ مھدی تمام علوم کے وارث ہیں تمام علوم پر احاطہ رکھتے ہیں ۔(۱)

۲۔کامل قانون اور دستور

دوسرا عنصر انتہائی ضروری ہے وہ ہے قانون ایک ایسا قانون کہ جس میں تمام معاشرتی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہو اور وہ قانون ایک عادلانہ نظام حکومت کے تحت تمام انفرادی اور اجتماعی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہو اور معاشرے کی ترقی کی سمت کا رخ ان کی منزل مقصود کی طرف موڑدے ۔ اور وہ قانون اور دستور بھی قرآن سنت اور سیرت اہلبییت کی شکل میں موجود ہے ۔

۳ ۔لوگوں کے اطاعت کے لیے آمادگی

کامل قانون اور شائستہ رہبر اس وقت کار آمد ثابت ہوتے ہیں کہ جب امت ان کی اطاعت کرنے لئے اور معاشرے میں لائق انصار اور مدد گار موجود ہوایسے جان نثارمدد گاروں کی بھی ضرورت ہے جنکی کی کچھ صفات روایات میں آئی ہیں جیسا کہ پیغمبر اکرم فرماتے ہیں : وہ لوگ اپنے امام کی اطاعت میں کوشاں رہتے ہیں (۲):

----

(۱):- نجم الثاقب ؛ص ۱۹۳

(۲):- منتخب الاثر فصل ۸؛باب ۱ ؛ ح ۲

۔ یا امیر المؤمنین فرما یں وہ ایسے شیر یں جو ۃ ۔ باہر نکا آئے یں اور اگر چاہیں تو پہاڑوں کو پنس گ۔ سے ہلا کتے یں[۱]: صادق آل محمد فرما یں : وہ لوگ رات بھر عبادت کر یں اور دن میں روزہ رکھتے یں حتی کہ گھوڑوں پر سواری کی حالت میں بھی خدا کی تسبیح کر یں: [۲]

اور ہمّ دیکھتے یں کہ یہ شرط اب تک فاقد ہے تو ہم سب کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم خود بھی ذہنی طور پر تیار ہو جائے اور دوسروں کو بھی آمادہ کرے ۔

ور کی علامات اور نشانیاں

روایات میں امام مھدی کی ابر ت ظہور کے کچھ نشانیاں اور علاما ت بیاں ہوئ ہے ان نشانیوں کی طرح متوجہ ر نا منتظرین اور مؤمنیں کے ایمان ؛ استقا ت ؛ بر اور ولولہ میں اضا کے ۔ باعث بننے کے اتھ اتھ دشمنوں "گمراہوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہے تاکہ وہ ان برائیون سے ۔ باز آجائیں ۔ اھ بیت اطہار سے امام مھدی کے ظہور کی بہت سے نشانیاں ذکر ہوئ یں تاہم ان نشانیوں کو دو حتمی اور غیر حتمی میں تقسیم کرکتے یں ابن فضیل نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ظہور کی نشانیاں دو طرح کی ہے ایک حتمی اور دیگر غیر حتمی [۳]

ا۔ حتمی علامات

حتمی اور قطعی نشانیاں وہ یں جنکا نمایاں ونا ظہور سے پہلے ضروری ہے :

----

(۱):- یوم الخلاص ؛ ص ۲۲۴

(۲):- بحار ؛ ج۵۲ ؛ ج۳۰۸

(۳):- غیبت نعمانی باب ۸۱ ص ۴۲۹

۱۔سفیانی کا خروج

سفیانیکا خروج بہت سی روایت میں بیاں ہونے والی ان حتمی نشانیوں میں سے ہے اسکا تفصیل یہ ہے کہ سفیانی ابوسفیان کی نسل سے ہوگا جو ظہور سے تھوڑی مدت پہلے سر زمین شام سے خروج کرے گا وہ ظالم وجابر ہو گا جس کو قتل وغارت کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی اور اپنے دشمنوں سے بہت ہی برا سلوک کرے گا :حضرت امام صادق اس بارے میں بیاں فرماتے ہیں : اگر تم سفیانی کو دیکھو تو تم نے گویا سب سے پلیداور برے انسان کو دیکھ لیا ہے : قَالَ: لِلْقَائِمِ خَمْسُ عَلَامَاتٍ ظُهُورُ السُّفْيَانِيِّ وَ الْيَمَانِيِّ وَ الصَّيْحَةُ مِنَ السَّمَاءِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ وَ الْخَسْفُ بِالْبَيْدَاءِ. [۱]

۲۔ خسف بیداء

خسف بیداء مکہ ومدینہ کے درمیاں ایک صحرائی علاقہ کا نام ہے جہاں سفیانی کا لشکرزمین میں دھنس جاے گا ۔ امام صادق فرماتے ہیں ۔ حضرت قائم کے ظہور سےپہلے پانچ نشانیاں حتمی ہیں ------- صحراء کا دھنس جانا ہے

۳۔ یمنی کا قیام

سر زمین یمنی اس صالح اور مومن شخص کا نام ہے جو ظلم وبربریت کے خلاف یمن کے سرزمن پرامام مھدی کے ظہور سے پہلے قیام کریں گے امام محمد باقر فرماتے ہیں : امام مھدی کے قیام سے پہلے بلند ہونے والے پرچموں کے درمیان یمنی کا پرچم تمام ہدایت کرنے والے پرچموں میں سب سے بہتر ہو گا ؛ کیونکہ وہ تمہارے آقا کی طرف دعوت دے گا ۔ [۲]

----

(۱):- الغیبۃ(للنعمانی) / النص / ۲۵۲ / باب ۱۴

(۲):- غیبت نعمانی؛باب۱۴/ ح۱۳/ص ۲۶۴

۴۔ نفس زکیہ کا قتل

نفس زکیہ سے مراد اس ممتاز ۔ پاک سرشت شخصیت ہیں جو اما م کے ظہور سے پہلے آپ کے مخالفین کے ہاتھوں قتل ہو جائے گی بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ امام کے ظہور سے ۱۵ دن پہلے واقع ہو گا حضرت صادق اس بارے میں فرماتے ہیں : قائم آل محمد کے ظہور اور نفس زکیہ کے قتل میں صرف ۱۵ دن رات کا فاصلہ ہو گا : [۱]

۵۔ ندائے آسمانی

بعض روایات کے مطابق امام عصر کے ظہور سے پہلے جناب جبرئیل آسمان سے ۔ امام حضرت مھدی کے لئے آواز دیں گے کہ جس کو تمام مشرق ومغرب سن لیں گے ۔چنانچہ امام صادق سورہ ق کی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں : آسمان سے آواز دینے والا حضرت مھدی کو آپ کے نام اور آپ کی ولدیت کے ساتھ پکارے گا [۲]

۶۔ غیر حتمی علامات

غیر حتمی علامتوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو کسی نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہیں جب تک وہ شرط تحقق نہ پائے وہ مشروط بھی حتمی نشانیوں میں شمار نہیں ہوتی ۔ان غیر حتمی نشانیوں کے متعلق امام صادق سے ایک انتہائی طولانی روایت ہے جس میں اس سے اوپر علامات بیان ہوئی ہیں رجوع کریں [۳]

----

(۱):- کمال الدین ؛ ج ۲ / باب ۵۷ /ح۲ /ص ۵۵۴

(۲):- معجم احادیث الامام مھدی؛ج۳ /ص ۲۵۳

(۳):- بحار ؛ج۵۲ /ص ۲۵۶

امام مھدی کی حکومت

سوال نمبر ۱۸ : امام مھدی کی حکومت کیسی ہوگی ؟کہاں اور کن کن خصوصیات کے ساتھ ہو گی ؟

جواب : وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَ عَمِلُواْ الصَّلِحَتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ [۱] تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمین میں اس طرح جانشین ضرور بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے ان کے لیے پسندیدہ بنایا ہے اسے پائدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا، وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھرائیں اوراس کے بعد بھی جو لوگ کفر اختیار کریں پس وہی فاسق ہیں۔ امام مھدی کے اس عالمی انقلاب کے نتیجے میں پروردگار عالم کا حتمی وعدہ روئے زمین پر پہلی بار تحقق ہو گا ؛ اور صفحہ ہستی سے ظلم وستم ؛برائیوں ؛ تباہیوں ؛ خیانتوں ؛ اور ہر قسم کی فکری اور عملیانحرافات سے مکمل مقابلہ کے بعد (البیعۃ للہ) کی بنیاد پر ایک ایسی الھی نظام اور حکومت تشکیل پائے گی جسکی بنیاد توحید اور مکمل طور پر حق وعدالت پر مبنی ہوگئ ؛ایک ایسی حکومت جو مظہر تمام (قائماً بالقسط) [۲] ہوگئ جس میں ذرہ برابر ظلم وستم نہیں ہوگا اسکا دار الحکومت نجف اور کوفہ اور برگ و شاخ پوری دنیاپر چھا جائے گئ اور نفسانی وسوسوں اور شہوتوں کی وجہ سے مردہ انسانیوجود دوبارہ ایک نئ زندہ گی لے گییہاںتک کہ وہ مسجود ملائکہ کو حقیقی زندگی اور واقعی حیات کی شیرینی چکھائے اور اس الھی حکومت کی خصوصیت کچھ یوں ہو گئ

----

(۱):- نور : ۵۵

(۲):- آل عمران ۱۸

ا: معنوی ترقی

بے شک دنیا میں جتنے بھی انبیاء ؛ اوصیاء اور مصلح آئیں ہیں ان سب کی تمام تر کوششیں لوگوں کی معنوی زندگی کو رشد دے کر انھیں مقام انسانیت تک لے جانے کے لیے تھا اور انسان کو اسی معنوی زندگی کی وجہ ہے ہی انسان کہا ہے اور اسی سے ہی دیگر حیوانات سے جدا ہوتا اور اسی راہ سے ہی انسان کو راز خلقت (جو کہ قرب الھی) ہاتھ آتا ہے جبکہ معنویت کی کمزوری ہر دور میں تمام تر معاشرتی اور فردی بد بختیوں اور خرابیوں کا پیش خیمہ بنی ہے لھذا جسطرح قرآن مجید نے ہمیں خبر دیا ہے : الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُواْ الصَّلَوٰةَ وَ ءَاتَوُاْ الزَّكَوٰةَ وَ أَمَرُواْ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْاْ عَنِ الْمُنكَرِ وَ لِلَّهِ عَقِبَةُ الْأُمُو *[۱] یہ وہ لوگ ہیں، اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت مھدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت عدل الھی کے سایے میں ہر جگہ برائیون اور تباہیوں کی جگہ معنویت اور عبودیت لے آئے گی اور جب معاشرے میں معنویت عام ہو جائے تو خود بخود اس معاشرے میں صدق؛ صفا ؛ ایثار ؛ محبت ؛ اچھائی؛ اور نیکی پھیل جائیں گے اورزندگی کے تمام پہلو میں انسانی اقدار کی رونق اور شادابی ہو گئی۔ چنانچہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت مھدی کے زمانے میں عبادت اور معنویت کی طرف مائل ہوں گے اور نماز جماعت سے پڑھیں گے [۲] : نیز فرماتے ہیں انکے دور میں لوگوں کے دلوں سے کینے ختم ہو جائیں گے [۳]

----

(۱):- حج: ۴۱

(۲):- احقاق الحق ؛ج ۱۳ ؛ ص ۳۱۲

(۳):- الغيبة طوسی ؛ ص ۲۹۵

۲:کتاب وسنت کی ا یای

هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَی وَ دِینِ الحَقّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ وَ لَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُون* [۱]۔

اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اسی نے بھیجا ہے تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا ہی لگے ۔ خداوند عالمین کا یہ حتمی وعدہ امام مھدی کے دور میں انکے الھی نظام کے زیر سائے میں محقق ہوگا اور سراسر عالم سے بت پرستی اور شرک کے آثار مٹا کر شریعت کے قوانین و احکام نافذ کیا جائے گا۔ چنانچہ تفسیر عیاشی میں مذکورۃ آیت کی ذیل میں آیا ہے :

و الله ما نزل تأویلها بعد و لا ینزل تأویلها حتی یخرج القائم علیه السلام، فاذا خرج القائم لم یبق کافر بالله العظیم و لا مشرك بالإمام الأکرة خروجه، حتی لو کان کافر أو مشرك فی بطن صخرة لقالت:[۲] جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو دیکھنے والے دیکھ لیں گے کہ روئے زمین پر کوئی مشرک نظر نہیں آئے گا دین اسلام ہر جگہ پہونچ چکا ہو گا ۔ آیۃ للہ جوادی آملی فرماتے ہیں : حضرت حجت کے دور میں نہ صرف کفروشرکو بتپرستی کے آثار ت جائے گی بلکہ ہر قسم کے اضافی تشریفات ؛ رسومات ؛ عادات اور تجمل پرستی کا بھی خاتمہ ہوجاے گا [۳]

۳ : روایات میں وسعت

جس چیز سے غریب اور کمزورعوام سب سے زیادہ رنجیدہ ہے وہ معاشرے میں اجتماعی زندگی میں عدل وانصاف کا فقدان ہے ؛ ہمیشہ سے شکم سیر لوگوں کے ہاتھ ایک بہت بڑا گروہ بھوکا رہا ہے اور ہمیشہ سے غریبوں اور کمزوروں کے حقوق طاقتوروں اور مکاروں نے پامال کئے ہیں ۔

----

(۱):- توبہ: ۳۳

(۲):- تفسیر نور الثقلین، ج۲، ص: ۲۱۲

(۳):- امام مھدی موجود موعود ص ۲۵۷ طبع ۳

لیکن بشر فطری طور پر زندگی کے ہر پہلو میں عدل وانصاف کے خواہاں ہے اور یہ دیرینہ آرزو امام مھدی کے حکومت عدالت پر مبنی کومت کے زیر سایے میں محقق ہوگی چنانچہ امام حسین فرماتے ہیں : اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی رہ جائے تو خداوند عالم اس دن کو اتنا طولانی کردے گا کہ میری نسل سے ایک شخص قیام کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح ظلم جور سے بھری ہو گئی (۱)

۴: علم و دانش میں ترقی

امام مھدی کی حکومت علماء اور دانشوروں کی سر پرستی اور بذات خوذ آپکی زیر نگرانی میں تشکیل پائے گئی لھذا آپکی حکومت کا بہترین پروگرام علم ومعرفت اور انسانی دانش کی عظیم پیش رفت اور ترقی کا سبب بنے گا ؛ روایات بتاتی ہیں کہ علم ودانش کا ادراک اور شعور امام زمانہ کے دور میں آج کی ترقی سے قابل مقائسہ نہیں ہوگا یہاں تک صنعت اور ٹکنالوجی کے اعتبار سے بھی حیرت انگیز ترقی ہوگی لیکن آج کی ترقی اور امام زمانہ کے دور کے علمی ترقی میں فرق یہ ہو گا کہ آج انسان جتنے ترقی کرتا جارہا ہے اتنا ہی انسانیت سے دور دن بدن اخلاقی اور اجتماعی فسادات کے دلدل میں ڈھوپ رہا ہے جبکہ اس کے بر عکس آپ کے دور میں اس نظام عدل الھی کے نفاذ کے نتیجے میں جتنی علم ودانش اور سائنس ؛ ٹکنالوجی ترقی کر تا جائے گا اتنا ہی انسان اخلاق کی بلندی اور انسانی کمالات کے اعلی منزل فائز ہوتا جاے گا ۔حضرت صادق آل محمد اس دور کی علمی ترقی کو مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: علم ودانش کے ۲۷ حروف ہیں اب تک جو کچھ انبیاء نے پیش کیا ہے وہ دو حرف ہے اور بس جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو باقی ۲۵ حروف کو بھی پیش کریں گے ۔اسی طرح امام محمد باقر اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوے فرماتے ہیں : اما مھدی کے دور میں تمھیں حکمت دیا جاے گا یہاں تک عورتیں گھروں میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کیا کریں گے (۲)

----

(۱):- عبد الرزاق المصنف ؛ج ۱ ؛ ص ۴۰۲ اور الفتن لابن حماد ؛ص ۱۶۲

(۲):- نعمانی ص ۲۳۹

نیز آپ فرما یں : اذا قام قائمنا وضع یدہ علی رؤوس اور جب ہمارے قائم قیام کریں ے تو لوگوں کے سروں پر اپنا ہاتھ رکھیں ے جسے انکے عق جمع ہو جاے گئ اور انکا اخلاق کا ہو جاے گا [۱] یہ روایت کنایہ ہے اس دور میں عق اور فکر انسانی کی بے انتہا ترقی کی طرف کہ جو کسی خاص طبقہ کے لے مختص یں بلکہ معاشرے کے ہر طبقہ کے لیے ہوگئ۔

۵: بدعتوں کا مقابلہ

آج کے مادہ پرست دور میں دین دار اور دینی اصولوں کے پابند لوگ بہت کم نظر آ یں اور اکثر لوگ یا تو دین سے ناواقف یں یا تو من مانی منھرٹ بدعتوں کو دین کا جز قرار دے کر انکے پیچھے پھر یں ؛ جو کہ حقیقت میں خدا و ر رسول (ص) کے اتھ جنگ اور اپنے نفس کی خواہشات کے پیروی کرنا ہے [۲]۔ لیکن امام مھدی کی دور کو ت میں آپ سنتوں کو دوبارہ زندہ اور بدعتوں کی بساط لپیٹ لیں ے ؛ امام محمد باقر اس بارے میں فرما : وَ لَا يَتْرُكُ بِدْعَةً إِلَّا أَزَالَهَا وَ لَا سُنَّةً إِلَّا أَقَامَهَا [۳] کوئی بھی بدعت باقی یں ہو گئی جسکو جڑ سے اکھاڑ نہ پھینکیں اور کوئی بھی سنت باقی یں ہو گئی جسکو زندہ نہ کریں۔

۶: امنیت

آج انسانی معاشرے کے پیکر پر جو سب سے بڑا زخم ہے جسکی وجہ سے بشر ہر جگہ بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے وہ زندگی کے مختلف پہلو میں امنیت کا فقدان ہے ؛ آج دنیا میں ہر کمزور اور ضعیف خواہ وہ افراد کی شکل میں ہو یا آقوام کی شکل میں ہو یا خطے کی شکل میں مالی اور جانی اور عرض و عزت نفس کی اعتبار سے ۔

----

(۱):- بحار ؛ج۵۲؛ ص ۳۳۲

(۲):- مزان الحکمہ ؛ ح ۶۴۹

(۳):- بحار الانوار (ط - بیروت) / ج۵۵ / ۹۲ /. ص : ۶۱

ہر اعتبار سے شیطانی اور استکباری عالمی وطاقتوں کے پاوں کے نیچے دست وپنجہ نرم کررہا ہے ؛ لیکن امام حجت ج کی کو ست کے ائے میں نہ صرف انسانی معاشرے میں امنیت قائم ہوگی لوگوں کی جان ومال وعزت آبرو محفوظ ہو جائے گئ بلکہ امنیت اور المیت کا دائرہ ھر جاندار اور ذی روح تک پ جائے گا ؛ پیغمبر اکرم (ص) فرما یں : زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا تاکہ لوگ اپنی فطرت کی جانب بازگشت کریں نہ کوئی ا خون بہے گا اور نہ کسی سوئے کو جگایا جائے گا [۱] ۔ نیز آنحضرت (ص) فرما یں ایک عورت ظلم وستم ناانصافی سے بے خوف وخطر ہو کر شب کو سفر کرئے گئ .[۲]

۷ : اقتصادی ترقی اور دولت کا عادلانہ تقسیم

وَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى ءَامَنُواْ وَ اتَّقَوْاْ لَفَتَحْنَا عَلَيهِْم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ [۳] اور اگر اہل قریہ ایمان لے آ اور تقوی اختیار کرلیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی گرفت میں لے لیا۔ بے شک ایک کا نظام اور معاشرے کی پ پان حیح اقتصاد کے اُپر ڈپنڈ ہے ؛ اگر معاشرے میں مال ودولت اور مادی و ا سے حیح فائدہ ٹھایا جائے اور تقسیم دولت میں عدالت کا لحاظ رکھا جائے تو پھر اس معاشرے سے فقرو فاقہ ؛ محرومیت اور تنگ دستی کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا اور لوگ فطری طور پر دین اور معنویت کی طرف توجہ دیں ئے اور تقوای اختیار کرنے لگیں ے اور جب معاشرے یا تقوای ہو جائے تو پروردگار عالم کا حتمی وعدہ محقق ہو گا اور زمین آسمان میں بر ت اور رحمت کے دروازے کھول دیا جائے گا جیسا کہ امیر المؤمنین علی اس نکتے کی طرف اشارہ کر ہوے فرما یں : ولو قام قائمنا لانزلت السماء قطرھا ولاخرجت الرض نباتھا [۴]

----

(۱):- لامامۃ والتبصرۃ ص ۱۳۱ اور خصال ؛ باب ۴۰۰ ؛ ص ۲۵۵

(۲):- المعجم الکبیر ؛ ج ۲۲ ؛ ص ۱۷۹

(۳):- اعراف : ۹۶

(۴):- خصال للصدوق ص ۶۲۶

جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو حتماً آسمان سے بارشیں ہوگئی اور زمین دانہ اگائے گئی اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے : وتظہر لہ الکنوز تمام خزانے انکے لیے ظاہر ہو جائیں گے [۱] نیز پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں : وہ مال ودولت کو صحیح تقسیم کریں گے [۲] اور معاشرے میں مال کا مساوات کے ساتھ تقسیم کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کوئی فقیر اور محتاج نہیں رہے گا اور زکاۃ لینے والا تک نہیں ملے گا ؛ چنانچہ آنحضرت (ص) اس بارے میں فرماتے ہیں : انکی حکومت میں مال کا ڈھیر لگ جائے گا [۳] مزید یہ کہ خداوند عالم لوگوں کے دلوں کو غنی وبے نیازی سے بھر دے گا اسحد تک کہ حضرت اعلان کریں گے جسے مال ودولت چاہیے وہ میرے پاس آئے لیکن کوئی آگے نہیں بڑھے گا ۔ [۴]

۸: محرومین اور مستضعفین کی نجات

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مھدی کا قیام معاشرے میں عدالت کی برقراری اورسماج سے محرومیت کی بیخ کنی کے لیئے ہی ہو گا ۔ اسیلیے امیر المؤمنین فرماتے ہیں : حضرت مھدی ظہور کریں گے تو کوئی مسلمان غلام نہیں ہوگا مگر یہ کہ حضرت اسے خرید کر آذاد کردیں نیز کوئیقرضدار نہیں ہوگا مگر یہ کہ حضرت انکے قرض ادا کردیں گے [۵] اسی طرح امام محمد باقر فرماتے ہیں : آپ سال میں دو مرتبہ لوگوں کو بخشش عنایت کریں گے اور مہینہ میں دو دفعہ ان کی روزی انہیں عطا فرمائے گا لوگوں کے درمیاں مساوات قائم کریں گے یہاں تک زکواۃ لینے والا کوئی نیاز مند نہیں ملے گا [۶] خلاصہ یہ کہ حضرت حجت کی حکومت میں انسان اندرونی اور بیرونی لحاظ سے بے نیاز ہو جاے گا اور دولت کی عادلانہ تقسیم سے خود بخود انکے اندر قناعت آجائے گئی ۔ امید ہے کہ پروردگار عالم جلد از جلد وہ دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائیں !

----

(۱):- کما ل الدین ؛ ج ۱؛ باب ۳۲ ح ۱۶ (۲):- بحار ؛ج ۵۱ ص ۸۱

(۳):- مستدرک ؛ج ۴؛ ص ۵۵۸ (۴):- المصنف ؛عبد الرزاق ؛ ج ۱ ؛ ص ۴۰۲

(۵):- تفسیر عیاشی ؛ج ۱ ؛ ص ۶۴ (۶):- بحار ؛ج ۵۲؛ ح ۲۱۲

سوال ۱۹ : کیا امام مهدی کے قیام کرنے کے بعد مردہ لوگوں کے ایک گروہ رجعت کریں گے ؟

جواب : امام مھدی کے عالمی قیام کے بعد قیامت کے آنے سے پہلے لوگوں کے ایک گروہ کا اسی دنیا میں پلٹ کر آنا ضروریات مذہب میں سے شمار ہوتا ہے ' سیّد مرتضی علم الھدیٰ فرماتے ہیں: أنّ الذی تذھب الشیع الإمامیه أن الله تعال یعید عند ظھور مام الزمان المھدی ع قوما ممن ان قد تقدم موته من شیعته لیفوزوا بثواب نصرته و معونته و مشاھده دولته و یعید ایضا قوما من عدائه لینتقم منھم فیلتذوا بما یشاھدون من ظھور الحق و علو لم هله [(۱)] شیعہ امامیہ کے اعتقادات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالی امام مھدی کے ظھور کے وقت شیعوں کے ایک گروہ کو جو پہلے مر چکے ہوں گے دوبارہ پلٹایا جائے گا تاکہ امام زمانہ کی مدد اور نصرت کا ثواب انکے نصیب میں ہونے کے ساتھ ساتھ انکی حکومت کا مشاہدہ کر کے خوشحال ہوں نیز انکے دشمنوں سے بھی ایک گروہ کو دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں بھیج دیے گا تاکہ انسے انتقام لے سکے : رجعت عالم مادی میں کلی طور پر قیامت کے دن حیات نو سے مشابہت رکھتا ہے اسیلے جناب آلوسی اہل سنت کے مشہور مفسر کہتے ہیں : وکون الاحیاء بعد الاماته والارجاع الی الدنیا من الامور المقدوره له عزّوجل ممّا لا نستطیع فیه کبشان لاّ انّ الکلام فی وقوعه ... مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور دنیاکی طرف پلٹنا ایسے امور میں سے ہیں جو خدا کی قدرت کے مطابق ہے کہ کوئی بھی شخص اس میں شک وشبہ نہیں رکھتا صرف اسکے واقع ہونے میں بحث ہے ۔ لہٰذا ایک طرف عقلی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو جس طرح جناب آلوسی فرماتے ہیں رجعت ایک ممکن امر ہے اگر خداوند عالم ارادہ کے لیے تو اسمیں تعجب کی کوئی گنجائش نہیں

----

(۱):- بحار الانوار ط - بیروت / ج۵۳ / ۱۳۸ / ص : ۱۳۸

دوسری طرف قرآن کریم نے متعدد آیات میں مختلف مقامات متعدد افراد کے مرنے کے بعددوبارہ پلٹ کر آنے کا تذکرہ کیا ہے ۔جیسا کہ سورۃ بقرہ کی ۲۴۳ آیت جس پرودگار عالم اپنے رسول کو یوں یاد دھانی کراتا ہے ۔ * الم ترِ الی الذِین خرجوا مِن دِیارِھِم و ھم الوف حذر الموتِ فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم(۱) کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلے تھے؟ اللہ نے ان سے فرمایا: مر جاؤ، پھر انہیں دوبارہ زندہ کر دیا ۔

جناب سیوطی فرماتے ہیں : انکی تعداد ستّر ہزار سے بھی زیادہ تھی ان پر موت آنے کے بعد مدت تک اسی حالت میں پڑے رہے یہاں تک بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی جنکا نام حزقیل تھا انکا وہاں سے گزر ہوا تو انھوں نے اس حالت کو دیکھ کر عرض کیا بارے الہی اگر ممکن ہے تو انکو دوبارہ زندہ کردے للہ تعالی نے انکی دعا مستجاب کی اور انھیں دوبارہ زندہ کیا اور ایک مدت کے بعد طبیعی اموات سے اس دنیا سے رخصت ہوئے (۲) اسی طرح پروردگار عالم حضرت عیسی کے زبانی یوں حکایت کرتا ہے : و اِحی الموتی بِاذانِ اللہِ (۳). اور میں اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کرتا ہوں:تفاسیر کی مشہور کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے دوست عازر کو زندہ کیا نیز ضعیف العمر عورت کے فرزند کی زندگی کو پلٹایا اور ایک لڑکی کو بھی زندہ کیا یہ تینوں زندہ ہونے کے بعد بقید حیاۃ تھے اور اپنے بعد اپنی یادگار اولاد کی شکل میں چھوڑے (۴) اسی طرح ابن عباس کی مشہور روایت آنحضرت (ص) سے جس میں رسول صلعم نے اصحاب کہف کے پلٹ کرآنے کے بارے میں خبر دی ہے (۵)

----

(۱):- بقرہ :

(۲):- درر المنثور ج ۲ ص ۷۹۲ / کشاف ج ۱ ص ۲۸۶

(۳):- آل عمران :

(۴):- ترسم البلاس ج /۱ ص/۴۳

(۵):- الطرائف ج/۱ص۸۳)(العمدہ /ص۳۷۴

اجمالی فہرست

مقدمہ

مہدویت اور امام مہدی

سوال نمبر ۱: مہدویت کیا ہے اور کہاں سے شروع ہوئی ہے ؟

سوال نمبر ۲: عقیدہ مہدویت اور امام مہدی کے درمیان کیا رابطہ ہے ؟

سوال نمبر ۳: کیا اہل سنت علماء امام مہدی کے متعلق احادیث کے صحیح اورمتواتر ہونے کا قائل ہیں ؟

سوال نمبر ۴: کیا مہدویت پر اسلام کے علاوہ دوسرے دینی اور مادی ادیان اور مکاتب فکر بھی عقیدہ رکھتے ہیں کیا دلیل ہے ؟

سوال نمبر ۵: کیا اہل سنت علماء میں سے کوئی امام مہدی کے امام حسن العسکری ؑ کے بیٹا ہونے اور انکی ولادت کے قائل ہیں ؟

سوال نمبر ۶ :کیا قرآن کریم میں مہدویت اور امام مھدی ؑ کے متعلق کوئی صریح گفتگو ہوئی ؟

سوال نمبر ۷ : امام مہدی ؑ کا پیغمبر اکرم(ص) کے وصی اور خلیفہ ہونے پر کیا دلیل ہے ؟

عصر غیبت

سوال نمبر۸: غیبت امام عصر کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے شروع ہوئی ؟

سوال نمبر ۹ : فلسفہ غیبت کیا ہے ؟

سوال نمبر۱۰: اگر حضرت مھدی امام عصر اور حجت خدا ہیں تو امام اور ہادی کو چاہیے لوگوں کے درمیاں رہیں تاکہ لوگ انکی امامت کی ایسے میں ہدایت حاصل کرسکے لیکن جو امام مخفیانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو ایسے امام اور ہادی کے ہونے سے نہ ہونا بہتر نہیں ہے ؟

سوال نمبر۱۱: بعض روایات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو عصر غیبت میں خورشید پنہان سے تشبیہ دی ہے اس تشبیہ کے کیا راز ہو تی ہے ؟

سوال نمبر ۱۲ : یہ سے ممکن ہے کہ ایک انسان ہزار ال سے زیادہ زندہ رہے ؟

سوال نمبر ۱۳ : غیبت کبری کی دور میں جب حجت خدا غیب کی پردے میں ہیں تو ہماری کیا کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

سوال نمبر ۱۴: کیا عصر غیبت میں حضرت مھدی سے ملاقات ممکن ہے اگر ممکن ہے تو کیسے ؟

سوال نمبر ۱۵: انتظار کیا ہے ؟ اور اسکا صحیح معنی بیان کیجیے ؟

عصر ظہور

سوال نمبر ۱۶: کیا امام زمانہ حضرت ہماری منجی عالم بشریت کے ظہور پر شیعہ سنی سب متفقہ عقیدہ رکھتے ہیں ؟

سوال نمبر ۱۷: حضرت امام مھدی کے ظہور کی نشانیاں اور شرائط کیا ہیں ؟

امام مھدی کی حکومت

سوال نمبر ۱۸ : امام مھدی کی حکومت کیسی ؟کہاں اور کن کن خصوصیت کے حامل ہو گی ؟

رجعت

سوال ۱۹ : کیا امام مھدی کے قیام کرنے کے بعد مردہ لوگوں کے ایک گروہ رجعت کریں گے ؟